بستی عذابوں کی



منصور احمد منصور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ بستی عذابوں کی

منصور احمد منصور



زیر اہتمام

میر پبلی کیشنز بانڈی پورہ، کشمیر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

نام کتاب	:	یہ بستی عذابوں کی
مصنف	:	منصور احمد منصور
تعداد	:	پانچ سو
سال اشاعت	:	۲۰۰۹ء
قیمت	:	۲۰۰ روپیہ
کمپوٹر کمپوزنگ	:	محمد سلیم مخدومی 9796109551
مطبع	:	شالیمار آرٹ پریس، سرینگر

ملنے کا پتہ

- مرزا پبلی کیشنز حسن آباد رعناواری، سرینگر
- کتاب گھر، لالچوک سرینگر
- لون نیوز ایجنسی، بانڈی پورہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

انتساب

ان اذیت ناک لمحوں کے نام
جو کشمیریوں کی تقدیر بنے



کھو دیں ہیں نیند میری مصیبت بیانیاں
تم بھی تو ایک رات سنو یہ کہانیاں

میرؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri



کن نیندوں اب تو سوتی ہے اے چشم گریہ ناک
مژگاں تو کھول ، شہر کو سیلاب لے گیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ترتیب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri



CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

امکان درامکان سفر کی توسیع

علامہ اقبال کے کلام میں بعض ان خیالات وتصورات اور مصطلحات کی نشاندہی کی جاسکتی ہے جو سولہویں صدی میں کشمیر کے نامور Saint Poet شیخ العالم کے کلام میں دیدنی ہیں۔ یہ بات ابھی تک تحقیق طلب ہے کہ لسانی اور زمانی بعد اور اختلاف کے باوجود علامہ کے یہاں توارد یا استفادہ کی کیا صورت ہے۔ علامہ کی زبان اردو ہے اور شیخ العالم کی ٹھیٹھ کشمیری۔ یوں تو ان کے مابین ترسیلیت کا کوئی واسطہ بھی نہیں تھا۔ اس لیے شیخ العالم کے کلام سے متاثر ہونے کی بات تو دور کی ہے۔ اس سے واقفیت پیدا کرنے کی بھی کوئی صورت نہ تھی۔ البتہ یہ بات توجہ طلب ہے کہ کسی بھی زبان میں اگر کوئی شاعر فکر وفن کی بلندیوں کو چھوتا ہے تو اس کے اثرات متاخرین پر پڑ سکتے ہیں۔ کبھی کبھی کسی رائٹر کے یہاں ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کا فن پارہ اپنی اہمیت اور انفرادیت منواتا ہے اور بعض شعرا و ادباء اس سے متاثر ہو کر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اسکی توسیع کرتے ہیں اور متن پر متن کی تھیوری کی جدید صورت پیدا ہوجاتی ہے۔

جہاں تک ڈاکٹر منصور کے افسانوں کا تعلق ہے وہ غیر مبہم طریقے سے عہد حاضر کے ممتاز اور منفرد افسانہ نگار انتظار حسین سے حد درجہ متاثر نظر آتے ہیں۔ انتظار حسین کے یہاں افسانے، داستانویت، فوق الفطری ماحول، تخلیقیت اور علامتیت سے کام لے کر حقیقت کو خواب میں بدلتے ہیں۔ یہ خواب، خواب پریشاں کا المیہ بن جاتا ہے کیونکہ جدید سائنسی انقلاب کے نتیجے میں عالمی سطح پر بہیمیت، قتل عام، سیاسی بازیگری اور اقتدار پرستی فروغ پارہی ہے۔ ڈاکٹر منصور اس صورتحال سے آگاہ ہیں مگر اس سے زیادہ عذاب انہیں اپنے زاد بوم میں صدیوں سے مسلسل انسان دشمنی اور اقدار شکنی سے گزرتے ہوئے ہوتا ہے۔ منصور احمد کا بیان کنندہ بھی انتظار حسین کا اتباع کرتے ہوئے جدید حساس انسان کی اپنی شناخت سے محرومی کا کرب جھیلتا ہے۔ وہ بھی گردوپیش کی خونریزیوں سے متاثر ہوکر داستانوی اور علامتی افسانے لکھنے کی سعئی کرتے ہیں۔ بہرحال، دور سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ''انتظاریت'' کے افسانہ و افسوں کا اتباع اور اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ گزشتہ نصف صدی سے ان کے ہم وطنوں کو آگ اور خون کے جس سیلاب سے گزرنا پڑا، اسے لسانی صورت عطا کرنے کے لیے انہیں یہی اسلوب اختیار کرنے کے سوا چارہ نہ تھا۔ اُمید کی جاسکتی ہے کہ منصور احمد اپنے جانے پہچانے موضوع و اظہار کے ساتھ ساتھ افسانہ نگاری کے دیگر امکانات و توسیعات سے کام لیں گے۔ کسی برگزیدہ اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رجحان ساز پیش رو سے متاثر ہونا یا اس کے چراغ سے چراغ جلانا شجر ممنوعہ نہیں۔ ڈاکٹر منصور احمد ایسا کرتے ہوئے بھی اپنی طباعی کو بروئے کار لا سکتے ہیں اور مجموعی طور پر وہ اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ ان کے تخلیقی سفر کی ابتدا ہے۔ ان کے سامنے امکان در امکان سفر کی توسیعات ہیں جن کو وہ مرکز نگاہ بنائے ہوئے ہیں۔

پروفیسر حامدی کاشمیری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مرثیہ منثور

مجھ سے اگر کوئی پوچھے کہ کیا نثر میں مرثیہ ہوسکتا ہے؟ یا یہ کہ کسی تحریک کا مرثیہ ہوسکتا ہے؟ یا یہ کہ حقوق انسانی کی پامالی کا مرثیہ ہوسکتا ہے؟ اور ایسے ہی بیسیوں سوالوں کے جواب میں، میں ڈاکٹر منصور کا یہ مجموعہ پیش کر کے خاموشی اختیار کر سکتا ہوں۔ وہ اس لیے کہ اس کے مطالعے کے بعد کسی توضیع، کسی دلیل، کسی حاشیے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور حوالے کے اسناد کے لیے خود مصنف کی حیثیت کافی ہے۔

اس مجموعے کا ہر لفظ ایک نوحہ اور ہر جملہ ایک مرثیہ ہے۔ اس کا ایک ایک کردار عصر حاضر کا المیہ ہے۔ اس مجموعے میں شامل کہانیاں مصنف کے حساس ہونے کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ ان تحریروں سے ایک بار پھر یہ حقیقت پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ایک حساس فنکار حالات و واقعات سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔ جن المیہ داستانوں کو ڈاکٹر منصور نے اپنا موضوع بنایا ہے وہ عام لوگوں سے میر کی زبان میں یوں مخاطب ہوتی ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سرسری تم جہاں سے گزرے
ورنہ ہر جا جہاں دیگر تھا

یہ المیہ داستانیں اگرچہ الگ الگ کڑیوں کی حیثیت رکھتی ہیں مگر ایک ہی زنجیر کا حصہ ہیں۔ اس میں شامل مکالمے اسی زنجیر کی صدائیں ہیں اور اس زنجیر میں بندھے ہوئے لوگوں کی کراہیں اسی زنجیر کی پیدا کردہ چیخیں ہیں۔ اس زنجیر میں زندگی اور موت کی ایسی آمیزش بندھی ہوئی نظر آتی ہے کہ زندگی موت کا سایہ اور موت زندگی کا عکس بنتی نظر آتی ہے۔

ڈاکٹر منصور کا مزاج ایک انشائیہ نگار کا مزاج ہے جو ان کہانیوں میں بار بار جھلکتا ہوا نظر آتا ہے مگر اس انشائیہ پن میں ایک ایسی زیریں لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے کہ جہاں چھوئیے وہیں آہ وزاری، نالہ وفریاد اور بیم ورجا کے سائے رقص کرتے نظر آتے ہیں۔ کسی نے کہا تھا کہ فکشن میں نام صحیح نہیں ہوتے مگر واقعات صحیح ہوتے ہیں۔ ان کہانیوں کو پڑھ کے اس صداقت پر یقین کرنے کو جی چاہتا ہے۔ کرداروں کے نام اگرچہ فرضی ہیں مگر واقعات اس لیے فرضی نہیں ہو سکتے کہ آدمی کی ذات رنج وغم میں ہمیشہ دور بھاگنے کی کوشش کرتی ہے۔ خوشی کا منظر غیر حقیقی ہو سکتا ہے لیکن المیہ مناظر کو گڑھنا کوئی عام بات نہیں۔ ۱۹۴۷ء کے خونریز فسادات نے لوگوں سے گھر چھینے، دوست واحباب چھینے، بیویوں سے شوہر چھینے، والدین سے بچے چھینے، بستیاں برباد ہوئیں اور آج اگر اردو فکشن سے اس موضوع پر لکھی ہوئی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کہانیاں چاہے افسانے ہوں یا ناول اگر منہا کر دیئے جائیں تو بہت کچھ چھوٹ جائے گا۔

ڈاکٹر منصورؔ کی یہ کہانیاں کشمیر کے المیے اور کشمیریوں کی المناک داستان کی ترجمان ہیں۔ خوشی ہے کہ ان واقعات پر ڈاکٹر منصورؔ نے قلم اٹھایا اور مستقبل کے قارئین خصوصاً مورخین کے لیے اپنی قلمرو کو قائم رکھنے کا سامان فراہم کیا-----

میں اُمید کرتا ہوں کہ ڈاکٹر منصورؔ کی یہ تحریریں کافی دیر تک پڑھنے والوں کے ذہنوں کو متاثر کرتی رہیں گی اور اس مجموعے کو قبول عام کی سند ملے گی۔

پروفیسر محمد زماں آزردہؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

درد کے آئینے

منصورؔ افسانہ نگار بھی ہے یہ مجھے آج ہی پتہ چلا ورنہ مجھے تو بس اتنا ہی معلوم تھا کہ وہ اچھے انشایے اور تنقیدی مضامین لکھ لیتا ہے کیونکہ انہیں دو اصناف میں اس کی کچھ تصانیف گزشتہ چند برسوں میں چھپ کر داد و تحسین کی منزل تک پہنچی ہیں۔ ایک ماہ قبل جب اس نے اپنے افسانوں کے مجموعے کا مسودہ مجھے یہ کہتے ہوئے دیا کہ میں اسے پڑھ کر مشورہ دوں کہ آیا اسے شائع بھی کرنا چاہیے یا نہیں تو اس وقت بھی مجھے یقین نہیں آیا کہ واقعی وہ افسانے لکھ سکتا ہے۔ لیکن آج جب میں نے اس مسودے کا آخری افسانہ پڑھ لیا تو مجھے یہ کہتے ہوئے بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ ان افسانوں کو نہ صرف شائع ہونا چاہیے بلکہ ہر اس شخص کو انہیں پڑھنا بھی چاہیے جو وادی کشمیر اور اس کے عوام سے ذرا بھی ہمدردی رکھتا ہے۔

ان اوراق میں کشمیر کی وہ تاریخ محفوظ ہے جس کا تعلق گزشتہ بیس برس کی اس شورش سے ہے جس نے وادی میں نجانے کتنے نئے قبرستان آباد کئے ہیں۔ ان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بیس برسوں نے وادی کی زندگی کے ہر پہلو کو تہس نہس کر کے ایک طرح سے نہ صرف اسے صحرا میں بدل دیا ہے بلکہ پوری قوم کو کئی قسم کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار بھی کر دیا ہے۔ اب وہاں نہ تو کسی کی عزت و ناموس محفوظ ہے نہ جسم و جاں - نہ عاقبت اندیش رہنماؤں نے وہ فصل اگائی ہے جسے پوری قوم برسہا برس تک کاٹتی رہے گی۔

موضوعاتی اعتبار سے جیسا کہ اوپر کہا گیا ان افسانوں میں اس کرب، اس عذاب کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے جو وادی کے عوام کا ہی نہیں وہاں کے چرندوں، پرندوں، پھولوں، پھلوں، کھیتوں کھلیانوں، وادیوں، ویرانوں، ندی نالوں، جنگلوں، مرغزاروں، جھیلوں، آبشاروں، میدانوں، کہساروں اور پیڑ پودوں کا گزشتہ بیس برسوں سے مقدر رہا ہے۔

منصورؔ نے اس عذاب کی بڑی مؤثر تصویریں ان افسانوں میں پیش کی ہیں جنہیں دیکھ کر قاری کے ذہن و دل پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ یہ سوچے بنا نہیں رہتا کہ وہ کون سے نا کردہ گناہ ہیں جن کی سزا پوری قوم برسہا برس سے کاٹ رہی ہے۔ حقائق کو افسانہ بنا دینے کا ہنر منصور نے ان افسانوں میں بڑی خوبی سے برتا ہے۔

فنی اعتبار سے بھی یہ افسانے خوب ہیں۔ واقعات کی مصوری یوں کی گئی ہے کہ ابہام کی ایک پتلی سی چادر ہر وقت ان پر چھائی رہتی ہے جو غور و خوض کی تحریک دیتے ہوئے تاثیر کا وہ جوہر پیدا کرتی ہے جو افسانے کو ختم کیے بغیر قاری کو ملنے نہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دیتی ۔ یہی جوہر ان افسانوں کی کامیابی کی دلیل ہے۔ پلاٹ مسلسل ارتقا کی طرف مائل رہتا ہے اور انجام کے ساتھ ہی وہ کلائمکس کو چھولیتا ہے۔ پلاٹ کے مرکز اور اختتام کو ایک نکتے پر متصل کرنے سے قاری اس کے ساتھ بندھا رہتا ہے اور اس وقت تک اسے چھوڑتا نہیں جب تک کہانی ختم نہیں ہو جاتی۔

ڈکشن کو البتہ قدرے بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ خوبی ریاضت مانگتی ہے جو مشق جاری رہنے کی صورت میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ پہلے مجموعے میں ہی اس کا تقاضہ نہیں کیا جا سکتا۔ واقعات کے بیان میں مختلف زمانوں کے تصادم کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ کہیں کہیں ماضی کے صیغے میں بات کرتے کرتے اچانک حال کے صیغے میں بات ہونے لگتی ہے۔ شعور کی رو کے افسانوں میں تو اس کی اجازت ہے۔ اس طرح کے افسانوں میں نہیں۔

بہر حال مجموعی اعتبار سے افسانے اچھے ہیں۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

پروفیسر ظہور الدین

۲ مارچ ۲۰۰۹ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خواب، خاک اور خون

باہر جون کی گرد آلود چاندنی ہر طرف بکھری ہوئی ہے۔ میلی میلی سی چاندنی میں تاحد نگاہ ٹوٹے پھوٹے مکان، شکستہ دیواریں اور لٹکتی ہوئی چھتیں دکھائی دیتی ہیں۔ کہیں مکانوں کی دیواروں میں دراڑیں پڑنے سے دروازے اور کھڑکیاں لٹک رہی ہیں اور کہیں درختوں کی ٹوٹی شاخیں الٹی سیدھی زمین پر جھکتی نظر آتی ہیں۔ ہر طرف پھیلے ہوئے ٹنڈ منڈ درختوں، شکستہ دیواروں، لٹکتی ہوئی چھتوں اور کھڑکیوں سے یوں لگتا ہے جیسے یہ ویران اور اجاڑ بستی جناتوں کا مسکن ہو۔——

اور اندر——

اندر بھی سناٹا اور دم گھونٹنے والی تاریکی ہے۔ جو مکان ثابت و سالم ہیں، ان کے دروازے بند اور کھڑکیوں پر دبیز پردے۔ یہ بات نہیں کہ لوگ اندر سو رہے ہیں۔ اندر سبھی جاگ رہے ہیں۔ چپ چاپ، گم صم اور خاموش۔ روشنی اور آواز کا یہاں گزر نہیں۔ باہر مدھم مدھم سی چاندنی نہ ہوتی تو ساری بستی کوئی کالا جزیرہ محسوس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوتی۔ کسی مکان سے روشنی یا آواز باہر آئے تو یکایک بھاری بوٹوں کی چاپ سنائی دیتی ہے اور مکان مکینوں سمیت بھک سے اڑ جاتا ہے۔ اس لیے شام کے سائے پھیلتے ہی لوگ روشنیاں بجھا کر اندر دبکے پڑے رہتے ہیں۔ خوف وہراس سے زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ کان دیوار کے ساتھ لگے ہوتے ہیں کہ کب قدموں کی پراسرار چاپ سنائی دے۔ اس چاپ پر لوگ دم بخود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بدن تھرتھراتے ہیں اور دانت یوں کٹ کٹ بجنے لگتے ہیں جیسے جون کی نہیں، جاڑے کی کہر آلود یخ بستہ رات ہو ——

''کسی کُتے کے بھونکنے کی آواز بھی نہیں آرہی'' -- بوڑھی عورت دھیرے سے بولی۔ تسبیح اس کے ہاتھ میں گردش کررہی تھی۔ اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں تسبیح کے دانے جگنوؤں کی طرح چمک رہے تھے۔

''کُتے کس پر بھونکیں'' —— پاس بیٹھا ہوا بوڑھا جانماز سمیٹتے ہوئے بولا —— ''باہر کتوں کے سوا اور کون ہے؟'' ——

''گھر گھر نہیں رہے، قبریں ہوئیں۔ کیسا اندھیرا اور سناٹا طاری ہے'' --- وہ تاسف سے بولی۔

''قبروں کے نشان بھی باقی نہیں رہیں گے'' —— بوڑھا اندھیرے میں گھورتے ہوئے بولا۔

''ابھی جانماز پر بیٹھے بیٹھے جھپک سی آئی۔ کیا دیکھوں پہاڑ، پربت، یہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زمین روئی کی طرح دھنکے جارہے تھے۔ ہمیں شاید ہی کندھا دینے والا نصیب ہو"۔
بوڑھا چپ ہوا اور رب کائنات کے حضور سر سجدے میں جھکا دیا۔
"اتنی ساری اٹھتی جوانیاں روئی کے گالوں کی طرح دھنکنے کے بعد یہ زمین بھی..........."بوڑھی عورت کے ہاتھ سے تسبیح چھوٹ گئی......

باہر چاند دھیرے دھیرے اپنی میلی سی سفید دھوتی سمیٹنے لگا۔

اور اندر——

اندر اندھیرا گہرا ہوتا جارہا ہے۔ بند کمروں میں دبکے رہنے سے جسم پسینے سے شرابور ہورہے ہیں۔ پسینے سے تر بتر کپڑے جسموں سے چپک گئے ہیں۔ درودیوار، چھت، فرش ہر چیز سے گرمی ابل رہی ہے۔ دور گلی میں کوئی کتا بھونکا تو سناٹے میں ارتعاش پیدا ہوا۔ خوف کے سائے گہرے ہوگئے۔ سرگوشیاں ہونے لگیں۔

"شاید وہ آگئے"——

"کون۔؟"——

"وہی جن کے نمودار ہوتے ہی مکان بھک سے اڑ جاتے ہیں"۔ اس نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

بھونکنے کی آواز بند ہوئی۔ شاید یہ محض بھونکنے کا وہم تھا۔ کیونکہ کوئی کتا بھونکے تو گلی کے سارے کتے بھونکنے لگتے ہیں۔ اتنا بھونکتے ہیں کہ دوسری تمام آوازیں دب کر رہ جاتی ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''بند کمرے میں میرا دم گھٹا جا رہا ہے'' - وہ کربناک آواز میں بولا۔ ''شام سے پنکھا جھلاتے جھلاتے میرے بازو ٹوٹ گئے - وہ روہانسی ہو کر بولی۔ پنکھا ایک طرف رکھتے ہوئے تولیہ سے پسینہ پونچھنے لگی۔ رات بھی گرم پانی میں بھیگے تولیہ کی طرح تھی۔

''رات کب ختم ہوگی؟'' ۔ وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔

''رات کب ختم ہوئی کہ اب ہوگی۔ صرف ہم ....'' وہ کہتے کہتے رک گئی۔ گلی سے ایک مانوس آواز ٹوٹتی بکھرتی آ رہی تھی۔ وہ اٹھی اور اندھیرے میں ٹٹولتی ہوئی کھڑکی تک پہنچی۔ پردہ تھوڑا سا سرکا کر باہر جھانکنے لگی۔ باہر دور تک پھیلی ہوئی ٹیڑھی میڑھی گلی پر اسرار لگ رہی تھی۔ چاندنی کہیں گلی کے دونوں جانب کھڑے ٹنڈ منڈ درختوں سے لٹک رہی تھی اور کہیں گھنی گہری جھاڑیاں چاندنی نگل چکی تھیں۔ گلی میں کہیں اندھیرا تھا اور کہیں ملگجا اجالا - آواز گلی کے اس حصے سے آ رہی تھی جہاں لمبی ہری گھاس نہیں۔ کوئی جھاڑی بھی نہیں۔ وہ صاف نظر آ رہی تھی۔ وہی گرد آلود بال جو شانوں اور رخساروں پر بکھرے ہوئے ہیں۔ وہی خشک ہونٹوں پر جمی ہوئی پپڑی اور آنکھیں جیسے بجھے ہوئے انگارے۔ وہ ہاتھ کبھی آسمان کی طرف اٹھاتی اور کبھی ماتھا زمین پر ٹیکتے ہوئے جیسے چیخ رہی تھی۔

یہ شبو ہے۔ اس رات وہ بھی بند کمرے میں پسینے سے بھیگ رہی تھی۔ دم گھٹتا جا رہا تھا لیکن کان کسی آہٹ کے منتظر تھے۔ کیونکہ وہ بتا کر گیا تھا کہ کچھ بھی ہو وہ ضرور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آئے گا۔ لیکن۔ لیکن کیا۔ وہ عجیب مخمصے میں تھی۔ وسوسوں نے اسے گھیر رکھا تھا۔ وہ کیسے آئے۔ آج تک کون آیا۔ کوئی نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ یہی بھائیں بھائیں کرتی ہوئی گلی ہے۔ سناٹا ہے۔ دیکھو۔ وہ بڑبڑا رہی تھی۔ کہیں سے کوئی آہٹ سی آئے تو لگتا ہے تم ہو۔ رات دھیرے دھیرے ہولے ہولے اپنے آپ میں سمٹ رہی ہے، تم نہیں آئے۔ یہ بے خواب آنکھیں تمہیں ڈھونڈ رہی ہیں۔ اس گھر کے درودیوار آہیں بھر رہے ہیں۔ اس گھر کا سناٹا، یہ دیوار و در تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔ تم نہیں آئے۔ میری دنیا اندھیارے کے بھنور میں ڈولتی جا رہی ہے۔ کتنا گھور اندھیرا چھایا ہے۔ ساون کے بادل کتنی بار بہت نیچے جھک آئے، ایک تم نہیں آئے۔ اب تو آجا۔۔۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھی۔ کھڑکی پر دوہرا پردہ لٹکا کر موم بتی روشن کی۔۔۔۔ اس نے الماری سے البم نکالا۔۔۔۔ وہ تصویروں میں کھوگئی۔ کتنا پیارا، کتنا سندر۔ تصویر آنکھوں سے لگا کر اس چومنے لگی۔ وہ گزشتہ رات جب اچانک گھر میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر وہ ٹھٹھک سی گئی۔

''تم۔ یہاں، اسوقت؟''۔ وہ ایک ہی سانس میں کتنے سوال پوچھتی رہی۔

''تمہارے سوا میرا اب رہا کیا ہے''۔ وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میں آتا رہوں گا''۔۔۔۔

''نہیں آزاد نہیں''۔ اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی۔ آنسوؤں کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس برسات میں دونوں بھیگ گئے۔

''تم نہ آیا کرو'' وہ ٹھنڈی سانس بھر کے رنجیدگی سے اسکے پہلو میں بیٹھ گئی--''دل چاہتا ہے بار بار آیا کرو —— لیکن نہیں'' —— اسکی آواز لرز رہی تھی —— ''دیکھو اس گلی میں ہرے بھرے درخت ٹنڈ منڈ ہو گئے۔ یہ شہر، شہر سامری ہو گیا ہے۔ اس شہر کی گلیوں میں جو بھی آتا ہے، غائب ہو جاتا ہے۔ کہیں تم بھی......''

وہ رو پڑی ''اچھا میں نہیں آ ؤں گا'' -وہ بحرِ غم میں ڈوبی کشتی نکالتے ہوئے کہنے لگا۔

''بس ایک بار —— صرف ایک بار آ ؤں گا''۔

''کب؟'' —— وہ آنسو روکتے ہوئے تجسس سے بولی

''پہلے تم یہ آنسو پونچھ لو--ایک ذرا سا مسکرا دو''--

''لو مسکرائی - اب بتاؤ'' -وہ ایک پھیکی اور بے جان سی مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیرتے ہوئے بولی۔

''اب تمہیں مہندی لگانے آ ؤں گا'' —— وہ خوشی سے جھومتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''چھوڑو یہ مذاق۔ البتہ اگلی جمرات کو............'' وہ رک سی گئی۔

''رک کیوں گئی —— بولو'' ——

''صرف اگلی جمعرات کو آنا۔ ابو کا چہلم ہے'' —— اسے ہچکی لگی۔

ایک بجلی سی کوندی۔ برق سی گری۔ وہ جیسے سن ہو گیا۔ اس رات جب آسمان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پرٹمٹماتے تاروں سے بھی نظریں بچا کر گھر میں داخل ہوا تو ابو گلی کی جانب کھڑکی سے
پردہ ہٹا کر کھڑے کھڑے پہرہ دیتا رہا اور وہ چارپائی پر دراز ہو گیا۔ اس کے آنے
سے خوف کے ساتھ ساتھ ایک عجیب فرحت اور راحت کا احساس ہوا۔ کاش اس گلی
سے خوف کا پہرہ اٹھ جائے۔ تاریکی چھٹ جائے تو گھر کے اندر کا سکون لوٹ آئے
تاکہ زندگی کی منجمد مسکراہٹیں پگھل جائیں۔

''لو ـــــ اب میرے ہاتھ کا بنا ہوا پکوان بھی کھاؤ'' ـــــ شبانہ، جسے پیار
سے شبو کہتے تھے، کی آواز پر اس کے خیالوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ شبو کتنی ہی چیزیں
اسے کھلاتی رہی اور اسکے سرہانے بیٹھے پنکھا جھلاتی رہی ـــــ

''آزاد تم پتا نہیں کتنی راتوں کے جاگے ہو۔ میں پنکھا جھلاتی رہوں تم
سو جاؤ'' ـــــ وہ اسکی آنکھوں پر ریشمی ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ جب اسکی آنکھ کھلی تو شبو اس کے
سرہانے بیٹھی پنکھا جھلا رہی تھی۔

''تم جاگتی رہی ـــــ ابو کہاں ہیں''

اتنے میں ابو کمرے میں آئے اور اسے جانے کے لیے تیار دیکھ کر وہ دروازہ
کھول کر جب باہر آئے تو ایک گولی سنسناتی ہوئی اسکے سینے میں پیوست ہوئی۔
گھات میں بیٹھے افراد فرار ہوئے ـــــ

''آزاد۔ تم پچھلے دروازے سے نکل جاؤ'' ۔ اسکی آواز ڈوب رہی تھی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''ہاں آزاد جلدی سے نکلو''۔ شبو بھی کانپتی آواز میں بولی وہ بے حس وحرکت کبھی خون میں لت پت ابو اور کبھی بے حال ہوتی ہوئی شبو کو دیکھ رہا تھا۔ شبو اسے گھسیٹ کر پچھلے دروازے سے باہر نکال آئی اور وہ لمبی ہری گھاس میں سانپ کی طرح رینگتے ہوئے گلی سے نکل گیا۔

سارا منظر نگاہوں میں پھرنے لگا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہہ نکلی۔

''ہاں میں اگلی جمعرات کو آؤں گا''۔ وہ شبو کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولا۔

اسی لیے وہ آنکھیں بچھائے بیٹھی تھی۔ اسکی راہ دیکھ رہی تھی۔ گلی میں جب سرسراہٹ سی ہوئی تو اس نے موم بتی بجھادی۔ تصویریں سمیٹ لیں اور گلی کی طرف کھڑکی سے پردہ ہٹا کر باہر جھانکنے لگی۔ گلی کتنی ویران، کتنی سنسان ہے۔ پہلے اس گلے میں کیسی رونق ہوتی۔ چہل پہل رہتی، قہقہے گونجتے۔ مسکراہٹوں کے پھول کھل اٹھتے، زمین سے سوندھی خوشبو اڑ کر ہواؤں میں گھل مل سی جاتی۔ خوشبوؤں میں بسے ہوا کے جھونکے اپنے ساتھ بارش کے قطرے بکھیرتے جاتے۔ جسم و جان میں طراوت سی سرایت کر جاتی اب تو گلی میں جھانکتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ شام ہوتے ہی گلی سنسان ہو جاتی ہے۔ پہلے گلی میں دیر تک ہنگامہ سا برپا رہتا تھا۔ وہ دونوں جب شام کے نم آلود دھندلکوں میں آنکھ مچولی کھیلتے تھے تو چھپنے اور ڈھونڈ نکالنے میں کیسی لذت محسوس ہوتی۔ اب اس گلی میں کوئی ایسی آنکھ مچولی ہو رہی ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ عمر بھر ڈھونڈتے رہو، چھپنے والا نہیں ملتا۔ کتنے ہی اس گلی میں کھو گئے۔ کوئی نشان تک نہیں ملتا۔ وہ دیر گئے تک جب اندر نہیں آتے تھے تو یہی کھڑکی تڑاخ سے کھلتی اور ابو کی گرجدار آواز گونجتی تھی۔ وہ دوڑ کر گھر کی طرف بھاگتے - وہ ان تصویروں، آوازوں کو یاد کرنے لگی جو اس گلی میں اوجھل ہوئیں۔

دفعتاً گلی میں کچھ سائے نظر آئے۔ اس کا دل انجانے خوف سے دھک دھک کرنے لگا- ''آزاد'' - اس کے لب تھر تھرائے۔ آنسو ٹپ ٹپ گر پڑے۔ ''کاش تم اس گلی میں نہ آؤ''- خوف سے تھر تھراتے ہوئے وہ کھڑکی سے ہٹ گئی۔ اچانک گھر کی سامنے کی دیوار ڈھے گئی- پھر کمرے کا دروازہ ٹوٹ کر لٹک گیا۔ اس کا سر چکرایا-

''کہاں ہے تمہارا یار'' - ایک گرجدار آواز گونجی

اس پر تو جیسے بجلی گری- صبح جب اسے ہوش آیا وہ آدھی چارپائی پر اور آدھی فرش پر اوندھی پڑی تھی۔ چارپائی ایک جانب سے ٹوٹ گئی تھی۔ نواڑ ادھڑی ہوئی تھی اور فرش پر خون کے دھبے تھے۔ بکھری اور پھٹی ہوئی تصویریں تھیں۔ درد سے اسکا سارا وجود دکھ رہا تھا۔ یہ تار تار لباس- اس نے کھلتی بند ہوتی ہوئی آنکھوں سے بے در و دیوار گھر کا جائزہ لیا۔ رات گلی میں فائر کی آواز بھی سنائی دی۔ اسے یاد آنے لگا۔ اس نے تمام قوت مجتمع کر کے اپنے بکھرے وجود کو سمیٹ لیا اور چادر اوڑھ کر بوجھل قدموں سے گلی میں آئی۔ ابھی مکانوں کے دروازے بند تھے، کھڑکیاں بند تھیں۔ گلی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے آخری نکڑ پر ٹنڈ منڈ درخت پر کوئی الٹا لٹکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا سر زمین سے لگ رہا تھا۔

چہرہ مسخ شدہ اور جسم لہولہان -کون- وہ قریب پہنچی تو جیسے اچانک بھونچال کا زبردست جھٹکا لگا۔ وہ پہلے کھلکھلائی—— آزاد تم—— لٹک رہے......

جھٹکے جاری رہے۔ وہ اچانک دہاڑیں مارنے لگی —— آزاد —— آزادی——"

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سیاہ سائے

باہر اندھیرا موج در موج ــــــــ

اور اندر ــــــــ

وہ بے سدھ پڑا ہے۔

اپنے ہی خون میں نہلائے ہوئے سورج نے جب آخری ہچکی لی تو سارا منظر ہی بدل گیا۔ سیاہی زینہ زینہ اترتی رہی اور ہر چیز پر محیط ہوئی۔ پہلے پھولوں کی سرخی زائل ہوئی اور پھر سرسبز شاخیں، پتے، سبزہ زار، کہسار بے رنگ سے ہو گئے۔ خشت و سنگ، حرف وصوت، شفق، دھنک، ہر چیز پر سیاہ رنگ حاوی تھا۔ سیاہی کے اس اچانک جماؤ سے ساری بستی میں سراسمیگی پھیل گئی۔

اور اندر ــــــــ

وہ بے حس وحرکت پڑا ہے۔ اس کے گالوں سے سرخی اور ہونٹوں سے لالی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نجانے کب غائب ہو چکی ہے۔ ننگے فرش پر پڑا وہ اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہا

ہے اسکی سرخ بے خواب آنکھیں انگاروں پر پڑی ہیں اور ہاتھ پشت پر بندھے

ہوئے ہیں۔ سر ایک طرف اور دھڑ دوسری طرف ہے۔ اچانک باہر سے بھاری

بوٹوں کی آواز آنے لگی۔ اسے جیسے سانپ سونگھ گیا۔ وہ اپنے ہی خول میں سمٹ جانا

چاہتا تھا لیکن کوشش کے باوجود وہ جسم میں حرکت پیدا نہیں کر سکا۔ لہولہو جسم، حرکت و

حرارت سے عاری جسم۔ بھاری بوٹوں کی آواز قریب آنے پر وہ پھٹی پھٹی نظروں

سے فضاؤں میں لہراتے جلتے بجھتے جگنوؤں کو تاکنے لگا۔ اسے یاد آیا کہ وہ ایک تنگ و

تاریک اجاڑ کمرے یں ہے جو چمگادڑوں، مکڑوں اور حشرات الارض کا مسکن ہے۔

جسکے در و دیوار پر جگہ جگہ سرخ دھبے ہیں اور جب زور کی ہوا چلتی ہے تو کمرے کے

کواڑیوں بجنے لگتے ہیں جیسے ایک ساتھ جناتوں نے ہلہ بول دیا ہو اور کئی چمگادڑیں

پھڑ پھڑاتے ہوئے دیواروں سے ٹکراتی ہیں۔ اس سے وحشت بڑھ جاتی ہے۔ لیکن

اب اسے ان چیزوں سے وحشت نہیں ہوتی۔ ڈر محسوس نہیں ہوتا بلکہ انہی چیزوں سے

اسے اپنے ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ وہ زیر لب بڑبڑاتا ہے ——

''میں ابھی زندہ ہوں'' ——

دفعتاً ایک جھٹکے سے دروازہ کھلتا ہے۔ کمرے کے کواڑ بجتے ہیں۔ چمگادڑیں

دیوارں سے نکراتی ہیں۔ کئی سیاہ مہیب سائے اندر بڑھکر اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

بھاری بوٹوں کے نیچے اسے مسل دیتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نجانے وہ کونسی ساعت تھی، کونسا پل تھا جب ہوائے سموم وصرصر نے سب کچھ اجاڑ دیا۔ تند وتیز ہوا چلی اور گرد وغبار کا طوفان اٹھ گیا اس غبار کے پیچھے وہ سیاہ ڈھاٹے باندھے موج در موج آگے بڑھتے گئے۔ ان کے سامنے جو بھی آیا وہ روندا گیا۔ کچلا گیا۔ غبار پھیلتا جا رہا تھا۔ تارے ماند پڑ گئے۔ چاند بے نور ہو گیا۔ دھنک، شفق بے رنگ ہو گئے۔ تا حد نظر راکھ تھی۔ ملبے کے ڈھیر تھے۔ خاک وخون میں لت پت بے لباس جسم۔

فضا میں دھیمی دھیمی، سہمی سہمی آوازیں تھیں ——

"اس آفت کا مقابلہ اب کون کرے" —— بوڑھے نے مجمع پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"ہم اس غبار کے آگے جسموں کا، روحوں کا حصار باندھ لیں گے" —— ایک نوجوان مجمع چیرتے ہوئے سامنے آیا۔ مجمع میں ہر طرف مرحبا، آفریں کی صدائیں بلند ہوئیں۔ پست ہوتے ہوئے حوصلے پھر جواں ہونے لگے۔ سارے مجمع کی نظریں قریب آتے ہوئے غبار پر لگی تھیں اور وہ نوجوان ہاتھ بلند کرتے ہوئے جب سامنے آیا تو فضا میں ایک برق سی لہرائی۔ اس کے اٹھتے ہوئے ہاتھ شل ہوئے اور جسم سے الگ ہو کر زمین پر گر پڑے۔ گھوڑے ہنہنائے اور چشم زدن میں اسے روند ڈالا۔ مہیب سایوں کے یوں برق کی طرح لہرانے اور گھوڑوں کے وحشیانہ طور پر ہنہنانے سے سارا مجمع دم بخود ہو کر رہ گیا۔ نوجوان کی لاش بے گور وکفن پڑی رہی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اور لوگ گھروں میں دبک گئے۔ وہ عجیب ادھیڑبن میں تھا۔ بے گور و کفن لاش نگاہوں میں پھر رہی تھی۔

''تم کوئی حصار باندھ لو'' ——— اسے ہوا سرگوشی کرتے ہوئے محسوس ہوئی۔ جب وہ بستی سے نکل پڑا تو ہر طرف ویرانی تھی۔ بازار، گلیاں، سڑکیں سنسان تھیں۔ ہر طرف زرد چہرے تھے۔ خوف کھائے رت جگے تھے۔ کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں اور کٹے ہوئے سر بکھرے پڑے تھے۔ راستے میں خون کے کتنے دریا تھے جن سے اسے گزرنا پڑا۔ آسمان سے کتنی آگ برسی جسے اپنے جسم پر روکنا پڑا ———

اسے یاد آیا کہ اب وہ ایک تنگ و تاریک کمرے میں ہے۔ باہر سے بھاری بوٹوں کی چاپ...... اسکے جسم میں جھرجھری سی پیدا ہوئی۔ اس نے فرش سے اٹھنے کی ناکام کوشش کی۔ وہ جیسے ہڈیوں کا ایک چھوٹا سا ملبہ رہ گیا ہے۔ خوف کی ایک سرد لہر سی اسکے جسم میں سرایت کر گئی۔ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ وہ فرش پر اوندھے منہ پڑا پھٹی پھٹی نظروں سے اندھیرے میں گھورنے لگا۔ اور اسوقت اس کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی جب گرم سلاخیں اس کے لہولہو جسم سے مس ہوئیں۔

''بول کہاں ہیں روحوں کے حصار''۔ مہیب سائے اس پر ٹوٹ پڑے۔ گرم سلاخیں سرد پڑ گئیں۔ پیاس اسکی رگ رگ میں سرایت کر گئی۔ زبان خشک ہو کر نکل پڑی۔

''پانی'' ——— وہ ڈوبتی نظروں سے کہہ رہا تھا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لیکن دجلہ وفرات پر سیاہی کا کڑا پہرہ تھا۔

''ایک گھونٹ ــــــ پا ــــــ نی ــــــ''

اس پر لاتوں اور مکوں کی بارش ہوئی۔

''بول کہاں ہیں جسموں کے حصار''؟

باہر اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ بھیانک سیاہی اور پر ہول سناٹا۔ اور اندر وہ ننگے فرش پر بے سدھ پڑا ہے۔ کہیں سے کوئی آواز نہیں۔ کوئی آہٹ نہیں، کوئی نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ بس گھورتا ہوا اندھیرا اور سناٹا۔

اچانک دور سے ایک شور سا اٹھا ــــــ گاؤں سے باہر ــــــ کہیں دور سے ہائے حسین۔ ہائے حسین کی آوازیں بلند ہوئیں۔ شاید وہاں تعزیے بٹھائے گئے۔ ہائے حسین ہائے حسین کی آوازیں بلند سے بلند تر ہوتی جا رہی تھیں۔ شام غریباں نے اپنا دامن کہاں سے کہاں تک پھیلا دیا۔ گھوڑوں کی چاپ ....

خیموں میں آگ .... سروں سے چادریں چھن گئیں۔

''نہیں'' ــــــ وہ ایک چیخ کے ساتھ فرش سے اٹھا اور لڑکھڑاتے ہوئے تنگ وتاریک کمرے کی دیواروں سے ٹکرایا۔

''ڈال دو ــــ یہیں ڈال دو'' ــــ سرگوشیاں ابھریں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لیکن سارے گڑھے اٹے پڑے ہیں''——

حسین حسین کی آوازیں مدہم پڑ رہی ہیں۔

شام غریباں اور شب عاشور گلے لگ رہے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پرچھائیں

بوڑھا اندھیرے میں گھورتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا —

''رضی کی ماں — وہ یہیں ہیں۔ میں نے دیکھا روشنی کا ایک ہالہ سا ہے۔ تیز چندھیا دینے والی روشنی کا دائرہ جس میں ارجمند، رضی اور ارشد دکھائی دیئے۔ وہی خون میں لت پت کپڑے۔ سر سجدے میں...... ''رضی'' میرے منہ سے نکلا کہ روشنی کا ہالہ غائب ہوا'' —

بوڑھی عورت نے جو اس کے سرہانے بیٹھی تھی، لالٹین کی بتی اونچی کر دی۔ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

''تمیں سخت بخار ہو رہا ہے'' — وہ فکر مند ہو کر بولی۔ رومال پانی میں بھگو کر اس کے ماتھے پر رکھا —

''وہی خون آلود کپڑے...... ''رضی'' میں نے آواز دی۔ بس چھپ گئے'' — بوڑھا برابر بڑبڑا رہا تھا اور پلکیں بوجھل ہو کر جھپک رہی تھیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

باہر شام سے ہی بادل گھر آنے سے گھنگھور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اچانک بادل گرجے، برق سی لہرائی۔ اس کی آنکھیں چندھیا گئیں —— ''رضی'' اس نے چیخنے کے انداز میں پکارا ——

بوڑھے نے آنکھیں کھولیں۔ اس کا سارا جسم پسینے میں شرابور تھا۔ بیتے پل بجلی کی طرح کوندر ہے تھے۔ اس کے ذہن میں آوازیں، تصویریں، سائے گڈمڈ ہو رہے تھے۔ یہی کالی اندھیری رات تھی۔ باہر ہو کا عالم تھا اور اندر کتنا حبس اور کتنی گھٹن تھی۔ رضی اور اس کے ساتھی ارجمند اور ارشد برآمدے کے پاس کمرے میں بستروں میں دبکے کروٹیں بدل رہے تھے۔

''اس بھیانک اور پر ہول اندھیرے سے جی اوب گیا'' —— رضی کروٹ بدلتے ہوئے آہستہ سے بولا۔

''ہاں یار'' —— ارجمند جماہی لیتے ہوئے بولا —— ''بڑی وحشت ہو رہی ہے۔ شاید اسی اندھیرے میں گھٹ گھٹ کر مرنا ہے'' —— وہ تاسف سے کہہ رہا تھا۔

''یہ بھی نہیں معلوم آج کونسی رت اور کونسی تاریخ ہے'' —— رضی کروٹ لیتے ہوئے بولا۔

''ذہن سے رتوں اور تاریخوں کا نقش بھی اتر گیا'' —— ارجمند اندھیرے میں لحاف ایک طرف سمیٹ کر اور اس سے ٹیک لگاتے ہوئے کہنے لگا ''ویسے بھی رتوں اور تاریخوں میں اب کیا رکھا ہے۔ جان دینے کی رت آئی، دے دی ——

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زمین کو سیراب کرنے کی ضرورت ہوئی، اسے خون سے سینچا۔ لیکن خون صد ہزار انجم سے بھی سحر نہ ہوئی"......

"سیاہی کی یہ رت کب سے ہمارا مقدر رہوئی" ارجمند نے اس کی بات کاٹ دی۔

ارشد نے جوان دونوں کی باتوں سے لاتعلق سا نظر آرہا تھا، خاموشی توڑتے ہوئے کہا "جب سے آنکھ کھولی رتوں میں یہی ایک رت آئی" وہ لعاف اوپر کھینچتے ہوئے بولا

"کیسی بہکی باتیں کرتے ہو"— ارجمند نے ٹوکنے کے انداز میں کہا— "یہی رت ہمیشہ سے کہاں تھی۔ ہم نے جھیل کے شفاف پانیوں میں چاند کو نہاتے دیکھا۔ سرسبز چناروں کی گھنی چھاؤں میں مست ہوا کے جھونکوں سے کھیلے۔ گھر کے آنگن میں گلاب کھلے۔ پپیہے چہکے......وہ کوئی خواب تھا"—

"شی"۔ رضی نے اس کے منہہ پر ہاتھ رکھا اور دھیرے سے بولا "کوئی ہے۔ آہٹ سی آرہی ہے"

تینوں چونک پڑے۔ آہٹ کے خوف سے تھرتھرائے جب خوف ذرا کم ہوا تو ارجمند کی نگاہیں اندھیرے میں گھورتے ہوئے دور تک پھیل گئیں۔

جب یہ رت نہیں تھی۔ بہار کے دن تھے۔ وہ اور سجو سیبوں کے باغ میں ٹہلتے ہوئے تھک جانے پر ایک پیڑ کی چھاؤں میں بیٹھے۔ باغ کے بیچوں بیچ ایک پہاڑی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ندی گونجتی گرجتی، گنگناتی، شور مچاتی ہوئی بہہ رہی تھی۔ سجو مخروطی انگلیوں سے زمین کرید رہی تھی۔ ارجمند کی نگاہیں برف سے ڈھکے ہر موکھ پر ٹکی ہوئی تھیں۔ سجو نے بستے سے کاغذ اور پنسل نکالا۔ ساجدہ، پہلے تو صرف اس کا نام سنا تھا۔ جب خالہ جان کا خط آتا اور اسمیں لکھا ہوتا کہ ساجدہ جسے خالہ جان سجو کہہ کر پکارتی تھیں، اچھی ہے، سبھوں کو سلام کہتی ہے۔ خالہ جان شہر میں رہتی تھیں اور خالو جان جو بی اماں کے بھتیجے تھے، وہیں ملازم تھے۔ ایک دن خالو جان دفتر سے گھر لوٹ رہے تھے کہ اچانک بھگدڑ مچ گئی سڑک کے اس طرف فائر کی آواز آئی۔ لوگوں کی بھاگم بھاگ، تیزی سے گرتے ہوئے شٹروں، بھاگتی ٹکراتی موٹروں اور رکشاؤں سے فضا میں خوف وہراس طاری تھا۔ وہ بھی تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے سڑک عبور کرنے کی کوشش میں تھے تاکہ سڑک کے بائیں جانب گلی میں گھس کر اپنے ایک دفتری بابو کے گھر میں پناہ لیں۔ بھگدڑ میں لوگوں کے پیروں سے چپلیں بھی جدا ہوئیں۔ سامنے سڑک پر دور تک چپلیں اور سودا سلف بکھرا پڑا تھا۔ جہاں سے فائر کی آواز آئی، تھوڑی دیر بعد وہاں سے ایک زوردار دھماکہ ہوا جس سے در ودیوار ہل گئے اور پھر تڑ تڑ گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔ گلی کی طرف مڑتے ہوئے ایک گولی اسکے سر میں لگی۔ شام کو ریڈیو سے مرنے والوں کے نام نشر ہوئے تو کتنا کہرام مچا ——بی اماں بین کرتے روئیں۔ دوسرے دن ابا جان سجو اور خالہ جان کو گھر لے آئے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پہلے تو سجو اس سے الگ الگ سی رہی۔ وہ کنکھیوں سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے قریب آیا—— "آؤ سجو کھیلیں" وہ بہت جلد گھل مل گئے۔

برفیلے ہرموکھ پر سورج کی پیلی پیلی کرنیں رقص کر رہی تھیں۔ ارجمند نظارے میں کھو سا گیا تھا۔ اسکی نظریں اسوقت نظارے سے ہٹیں جب کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔ سجو سکہ ختم ہوتے دیکھ کر غصے سے پنسل توڑ رہی تھی۔ سامنے کاپی پڑی تھی۔ صاف کوری کیونکہ پنسل لکھ نہیں رہا تھا۔ "یہ کیا سجو"—— وہ نگاہیں اٹھائے بغیر ٹوٹے پنسل کو پھینکتے ہوئے بولی "سکول کا کام کرنا باقی ہے۔ پنسل نے لکھنے سے انکار کیا۔ وہ زور سے ہنسا، سجو کو برا لگا اور جانے کی تیاری میں بستہ سمیٹنے لگی کہ پیڑ سے پکا ہوا سیب گرا۔ بستے سے ہاتھ ہٹا کر وہ سیب کی طرف لپکی۔ ارجمند بھی جھپٹ پڑا۔ دونوں ٹکرا کر گر پڑے۔ وہ اسکے بازوؤں میں تھی۔ نرمی گرمی کا یہ احساس کس قدر اچھوتا تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے سبز مخملی گھاس پر کب تک یونہی پڑے رہے۔ وہ اسوقت چونک سے گئے جب ایک پرندہ درخت سے پھرُ سے اڑ گیا۔ دونوں ڈر گئے——

"نہیں—— وہ سب خواب نہیں تھا"—— ارجمند خوابوں سے باہر آتے ہوئے بولا۔ "شی"۔ رضی پھر خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"آہٹ قریب سے آتی محسوس ہوتی ہے"—— وہ تینوں آہٹ پر کان لگائے خوف سے تھر تھر کانپنے لگے۔ یہ آہٹیں کتنی جان لیوا ہیں۔ باہر گلی میں آہٹ ہو تو دل دھک سے رہ جاتا ہے۔ اندر یاد کی نگری میں آہٹ سی آئے تو دل دھک

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دھک کرنے لگتا ہے۔ رضی کو قریب سے آہٹ سی آتی محسوس ہو رہی تھی۔ ارجمند باہر سے —— اندر سے —— ہر طرف آہٹیں سن رہا تھا اور ارشد —— اسے دور —— کہیں بہت دور سے آہٹ آتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ تینوں آہٹ آنے پر گھور گھور کر اندھیرے میں جھانکتے ہیں ——

بستی میں شام ہوتے ہی تمام روشنیاں گل ہو چکی تھیں۔ کھڑکیاں، دریچے، روشن دان بند ہو گئے تھے۔ پرندے گھونسوں میں جا چھپے۔ کالی گھٹا چھا جانے سے شام سے پہلے ہی کتنا اندھیرا پھیل گیا۔ نہ چاند نکلا۔ نہ تارے جگمگائے۔ تاریکی کی اس اچانک یلغار سے ساری بستی میں ایک انجانا خوف پھیل گیا۔ ہر جانب سے تاریکی اُمڈ آئی۔ آسمان سے برسی، زمین سے اُبلی، پربتوں سے اتری، پیڑوں سے اُگی، کسے ہوش تھا کہ تاریکی کس سمے اور کس جانب سے آئی۔ یہ سب کچھ چشم زدن میں ہوا۔ ایسا بھیانک اندھیرا چھایا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے۔ جیسے تاریکی کے سوا دوسری کوئی شے نہ ہو۔ جیسے زندگی یہی تاریکی ہو۔ زمین تاریکی، آسمان تاریکی پربت تاریکی، پیڑ پودے تاریکی۔ سبزہ ہریالی یہی تاریکی۔ چاند تارے تاریکی۔ بستی بستی، گلی گلی، کوچہ کوچہ تاریکی کی کوئی ایسی ردا پھیلی کہ ہر شے اپنے اندر سمیٹ لی ——

''رات کتنی لمبی ہے'' —— رضی جیسے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ کر ہڑ بڑایا۔ باہر سے آہٹ آنا بند ہو گئی تھی۔

''رات کتنی باقی ہے یہ دیکھنے کے لیے ابوالفضل باہر نکلا، واپس نہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آیا''— ارجمند یادوں کی کڑیاں جوڑتے ہوئے بولا۔

''ابوریحان اسکی تلاش میں نکلا، واپس نہیں آیا۔ ابومنان ان دونوں کو ڈھونڈنے نکلا وہ بھی جیسے لاپتہ ہوا''— کہتے کہتے وہ رو پڑا۔

''مجھے یاد نہیں کتنے گلی میں نکلے اور واپس نہیں آئے''— رضی پسینے میں بھیگ رہا تھا— ''گھر خالی ہوتے جارہے ہیں واپس کوئی نہیں آرہا''—

''نجانے اس گلی میں یہ کونسی صدی عود کر آئی'' ارجمند اداس لہجے میں بولا۔

''اماں جب تک زندہ رہی اس گلی سے خائف تھی''— اسکی آواز کانپ رہی تھی۔

''کیوں''— رضی جو کروٹیں بدل بدل کر اکتا گیا نے، تکیہ سے ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا۔

''اماں کہتی تھیں لوگ جس طرح اندلس کی گلی میں غائب ہوئے اسی طرح یہاں بھی ...... بیٹا دکھ تو یہی ہے کہ اس گلی میں بار بار یہی ہوتا رہا'' ارشد نے ایک لمبی سرد آہ کھینچی اور بات جاری رکھی۔

''تم اتنی جلدی اندھیرے سے اوب گئے۔ اماں کہہ رہی تھیں پہلے یہاں مکان نہیں تھے۔ لوگوں نے مکان نما تنگ و تاریک قبریں بنائیں۔ انہی قبروں میں رہتے تھے۔ دیواریں ذرا اونچی ہوتیں لیکن کمروں میں نہ کھڑکی نہ روشن دان۔ اندر گھپ اندھیرا۔ دست درازی سے بچنے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا......''

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''لیکن بابر اتنا اندھیرا تو نہ رہا ہوگا'' ارجمند کے لہجے سے جھنجھلاہٹ کا اظہار ہو رہا تھا۔ ارشد نے اسکی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا——

''اماں کہتی تھیں کہ عشرہ محرم میں جب محلے کے لوگ ایک بڑے سے کمرے میں راتوں کو سوز خوانی کے لیے جمع ہو جاتے تو ہلکی سی آواز تک باہر نہیں آتی۔ آوازیں قید کیجاتی تھیں......''

کمرے میں اچانک خاموشی چھا گئی۔ انہیں جیسے سانپ سونگھ گیا۔ کیونکہ آہٹ سی آ رہی تھی۔ جب سے تاریکی امڈ آئی، گلی سے پراسرار آہٹیں آنے لگیں۔ آہٹ آنے پر کڑیل جوانوں کے بھی دل بیٹھ جاتے ہیں۔ گھروں کے اندر خاموشی اور کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ رضی اور ارشد بھی آہٹ آنے پر دم بخود ہو کر رہ گئے لیکن ارجمند کے اندر جو آہٹیں ابھر رہی تھیں، انکی آواز میں باہر کی آہٹیں دب کر رہ گئیں۔

شام کے سرمئی اجالے میں جب وہ دبے پاؤں سجو کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ نجانے کن خیالوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔

''سجو'' وہ آہستہ سے پکارا۔ ارجمند کو اپنے نزدیک پا کر وہ جیسے کسی انجانے خوف سے سہم گئی۔ ارجمند اس کے نزدیک ہی پلنگ پر بیٹھ گیا۔ وہ پرے ہٹنا چاہتی تھی لیکن اس سے پہلے اس کا ہاتھ ارجمند کے ہاتھوں میں آیا——

''سجو''—— وہ سرگوشی کے انداز میں بولا—— ''میں نے بھی کھوئے ہوؤں کی تلاش میں نکلنے کا فیصلہ کیا ہے''——

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''کیا کہا''— سجو کے لب تھرتھرائے۔ ارجمند نے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔ مایوسی کی دھند آنکھوں سے جھلک رہی تھی—

''بھائی ابوریحان بھی واپس نہیں آئے۔ چاچا ابومنان بھی نہیں آئے۔ مجھ سے رہانہیں جاتا''...... کہتے کہتے وہ رک گیا۔

وہ بت بنی تھی۔ جیسے کچھ سنا نہیں— ''بولو سجو — بولونا''— ارجمند کے جھنجھوڑنے پر وہ اس کے سینے کے ساتھ سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی ''اللہ تمہارا نگہبان ہو''— کہہ کر دبی دبی گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی۔

ارجمند کے اندر آہٹوں کا شور بڑھتا جارہا تھا۔ رضی اور ارشد چپ چاپ تھے۔

''رضی''— رضی جس پر غنودگی سی طاری تھی۔ ارجمند کی آواز پر ہڑبڑایا ''کیا ہوا''—

''تم نے کیا فیصلہ کیا— میں تو چلا''— ارجمند بولا

''اس گھٹاٹوپ اندھیرے میں''— ارشد جو گم صم بیٹھا تھا، پوچھنے لگا۔''ہاں ابھی۔اسی وقت۔اندھیرا یوں ہاتھ ہر ہاتھ دھرے بیٹھنے سے مٹ نہیں سکتا''— اس کے لہجے میں عزم تھا اور مزید کچھ کہے بغیر چل پڑا۔ پھر ارشد اٹھا اور باہر چلا کچھ دیر یونہی گھٹنوں میں سر دبائے بیٹھے بیٹھے، رضی بھی جو کچھ سوچ رہا تھا اٹھا اور باہر چلا — باہر گھپ اندھیرا تھا اس لیے وہ مختلف سمتوں میں بڑھے۔ آواز اور روشنی نہ ہوتو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سمت کا پتہ لگانا کتنا مشکل ہوتا ہے۔

رضی کا بوڑھا باپ جو پاس والے کمرے سے ان کی گفتگو دھیان سے سن رہا تھا، اپنی جگہ بے حس وحرکت پڑا رہا۔ وہ کب نکلے، کہاں گئے، خدا جانے۔ بوڑھے اور بوڑھی عورت کو بس اتنا یاد ہے کہ ایک دن گلی سے خون میں لت پت جو جنازے اٹھے ان میں آگے ارجمند کا جنازہ تھا۔ پیچھے رضی اور ارشد کا—— خون آلود کفن میں لپٹے ہوئے جنازے——

''تمہیں بہت بخار ہے''—— بوڑھی عورت بار بار رومال پانی میں بھگو کر اس کے ماتھے پر رکھے جا رہی ہے۔

''اس کمرے سے آہٹ آ رہی ہے'' بوڑھا لرزتے ہاتھوں سے لالٹین کی بتی تیز کرتے ہوئے بولا—— ''وہ یہیں ہیں۔ بس دکھائی نہیں دیتے''—— وہ دیوار کا سہارا لیکر اٹھا اور لاٹھی ٹیکتے ہوئے اس کمرے کی جانب بڑھا۔ بوڑھی عورت جسکی کمر جھکی ہوئی ہے، لالٹین اٹھائے پیچھے پیچھے ہولی۔ لالٹین کی روشنی میں بوڑھے کے لرزتے وجود اور بوڑھی کے کمر کے جھکاؤ سے دیواروں پر آڑے ترچھے زاویئے بنتے بگڑتے جا رہے تھے۔ بوڑھے نے آہستہ سے دروازہ کھولا، کمرے میں جھانکا۔

''کیا ہے یہاں''—— بوڑھی کی آواز کانپ رہی تھی——

''جو گئے وہ واپس کب آئے''—— لالٹین کی پیلی زرد روشنی اسکے چہرے کی جھریوں میں چھپ رہی تھی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''تمہیں نہیں معلوم'' بوڑھا حیران نظروں سے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ پتہ نہیں کونسی گھڑی تھی کہ اس کمرے میں آہٹ سی ہوئی۔ میں نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ کیا دیکھتا ہوں ادھر کونے میں روشنی کا ہالہ سا ہے۔ دیکھا یہ رضی، ارجمند اور ارشد ہے۔ وہی خون آلود کپڑے پہنے ہوئے۔ اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک ہوئی اور ماتھے پر پسینے کی بوندیں ابھر آئیں۔ جسم میں کپکپی پیدا ہوئی۔ بوڑھی عورت نے سہارا دیتے ہوئے اسے بستر پر لٹا دیا۔

''رضی'' میرے منہ سے نکلا...... وہ برابر بڑبڑا رہا تھا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خواب اور تقدیر

آخر وہ لمحہ بھی آن پہنچا

جب ——

ہر حاملہ کا حمل گر گیا۔

ہر دودھ پلانے والی اپنے اس بچے کو بھول گئی جسے دودھ پلایا تھا۔

اس لمحے ——

ہر طرف سے وحشی جانور اکھٹے ہو گئے۔

جسم نوچ لیے گئے——

اندھیرے روشنی نگل گئے——

ہوا یہ کہ کوہ سمیر کا وہ ٹکڑا جو جوہڑ کے اوپر رکھ دیا گیا تھا، اچانک غائب ہوا۔ جوہڑ کا منہ کھلا دیکھ کر وہ سبھی بھونچکا رہ گئے جیسے جوہڑ نے نہیں موت کے اندھے کنویں نے انہیں اپنے اندر سمیٹ لینے کے لیے منہ کھولا تھا۔ یہ دیکھ کر ان کی سانس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔

''کوئی تدبیر بتائیں''—لوگ ہراساں ہوئے اور بوڑھے کے گرد، جو قبیلے کا سردار تھا، جمع ہو کر ایک آواز ہو کر بولے۔ قبیلے کا بوڑھا سردار گم صم تھا۔ اچانک ایک وحشیانہ قہقہہ ان کے کانوں سے ٹکرایا۔ انہوں نے چونک کر دیکھا دھوئیں کے مرغولے کی طرح بل کھاتا ہوا لمبے نوکیلے دانت جبڑے سے باہر نکالے جلود بھاؤ جوہڑ سے نمودار ہو رہا تھا۔ اس کے یوں نمودار ہونے سے بستی میں جو کہرے سے دھواں دھواں نظر آ رہی تھی، بھونچال سا آیا۔ ہر طرف شدید جھٹکے محسوس ہو رہے تھے۔ پیڑ، پربت، مکان سبھی ہل رہے تھے۔ زمین ہلنے سے وہ بھی کبھی مشرق اور کبھی مغرب کی سمت ٹوٹی شاخ کی طرح جھکے جا رہے تھے۔ ہر شے پر لرزہ طاری ہوا۔ سبھی ڈگمگا اور لڑکھڑا رہے تھے جیسے سبھی نشے کی حالت میں ہوں حالانکہ وہ نشے میں نہ تھے۔ قیامت کا زلزلہ بڑی ہولناک چیز ہے۔ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ جب ستارے بکھر جائیں گے۔ جب پہاڑ حرکت دے کر چلائے جائیں گے۔ جب دس مہینے کی گابھن اونٹیاں چھٹی پھریں گی۔ جب وحشی جانور اکھٹے ہو جائیں گے جب دوزخ دہکائی جائے گی۔ اس دن کوئی کسی کا کچھ بھلا کرنے پر قادر نہ ہوگا۔ پیڑ، پودوں، پربتوں اور انسانوں کو یوں لرزتے دیکھ کر بوڑھا بڑبڑا رہا تھا۔ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی ہولناک چیز ہے۔ لوگوں کو اپنے گرد جمع ہوتے دیکھ کر بوڑھے نے مجمع پر نظر ڈالتے ہوئے کہا—

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''نہ رات ڈھل جائے، نہ سحر نمودار ہو جائے، نہ یہ پہاڑ سرک جائے''——

اس نے کدال ایک طرف پھینک دی اور ہاتھوں میں سر پکڑ کر بیٹھا۔ وہ جو کدال اور تیشہ لیے پہاڑ کھودنے میں جٹے ہوئے تھے، اچانک بھونچال جیسے جھٹکے لگنے پر ہراساں ہوئے اور بوڑھے کے گرد گھیرا ڈالدیا۔ لمبے قد والا نوجوان اور اس کے ساتھی جو تیشے لیے پہاڑ کاٹنے میں سب سے آگے تھے، اپنے کام میں مگن تھے لیکن چونکہ زمین، پیڑ، پربت انسان، ہر شے پر رعشہ طاری تھا اس لیے وہ بھی ڈگمگا رہے تھے اور ڈگمگانے سے تیشہ نشانے یا پتھر پر نہیں پڑتا بلکہ ان کے سروں، شانوں اور بازوؤں پر جا پڑتا۔ ان کے جسموں پر گہرے گھاؤ لگے۔ زمین ہل رہی تھی۔ پہاڑ ہل رہے تھے، درخت ہل رہے تھے مکان ڈھے رہے تھے پہاڑوں سے گھری وادی، وادی آہ و بکا میں تبدیل ہوئی۔ جوہڑ سے نمودار ہو رہا دھوئیں کا مرغولہ چھار اور پھیل رہا تھا——

پھر یوں ہوا کہ ستی سر میں جلودبھاؤ نے تہلکہ مچادیا۔ لوٹ مار، عصمت دری، آتشزنی اور قتل و خون کا بازار گرم ہوا۔ پانی پہاڑوں کے سروں سے ٹکرا رہا تھا۔ جلودبھاؤ سب کچھ تاخت و تاراج کرتے ہوئے ستی سر کو خونی سر میں تبدیل کر چکا۔ تب کشیپا نے تپسیا شروع کر دی۔ مہادیو نے برہما اور بشن کو جلودبھاؤ کی سرکوبی پر مقرر کیا۔ ایک جانب یکا یک غار کا منہ کھل گیا۔ پہاڑ غار کے دہانے پر تھا، آن واحد میں غار کے اندر دھنس گیا۔ پانی جو چوٹیوں کو چھو رہا تھا، ٹھاٹھیں مارتے ہوئے بہہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نکلا۔ ستی سر کو پانی سے خالی ہوتے دیکھ کر جلود بھاؤ ایک جوہڑ میں جا چھپا—— اور بشن نے کوہ سمیر کا ٹکڑا لا کر جوہڑ کے اوپر رکھ دیا۔ بات مشہور ہوئی کہ جلود بھاؤ جوہڑ کے اندر ہلاک ہوا۔ لوگ آ کر پھر گھر بسانے لگے لیکن مکانوں کی سمت جنوب کی طرف تھی۔ مشکل یہ ہوئی کہ مکانوں کے دروازوں کے آگے بڑے اونچے پہاڑ کھڑے تھے۔ ان پہاڑوں کی وجہ سے سورج کی کرنیں اور روشنی گھروں میں نہیں پہنچتی تھی۔ اس لیے گھروں میں رہنے والے سورج کی روشنی اور دھوپ کی تمازت سے محرومی پر سخت نالاں تھے۔ گھروں کے آنگن میں دھوپ نہ اترنے سے پھول مرجھاتے رہے۔ ایک دن اس کہر آلود فضا سے تنگ آ کر جوانوں نے پہاڑ کھود کر سامنے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا تا کہ سورج کی روشنی اور کرنیں کہر کی دبیز تہہ کو کاٹتے ہوئے گھروں اور آنگنوں میں داخل ہو سکیں۔ قبیلے کا بوڑھا سردار اس احمقانہ خیال پر بہت ہنسا کہ بھلا اتنے بڑے پہاڑوں کو کھدائی سے ہٹایا جا سکتا ہے——

نوجوانوں میں لمبے قد والے نے قبیلے کے سردار کو نہایت سنجیدگی کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا—— "آپ کا کہنا درست ہے لیکن پہاڑ آئندہ اور زیادہ بڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ہر مزید کھدائی ان کے حجم کو کم کرتی رہے گی۔ اس طرح آج کے دن نہیں تو کسی اگلے دن یہ مصیبت ہمارے گھروں کے سامنے سے دور ہو چکی ہوگی"——

لمبے قد والے نوجوان کی بات پر سبھی سوچ میں پڑ گئے اور پھر وہ پہاڑ کھودنے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں جٹ گئے۔ پتھر ٹوٹ ٹوٹ کر لڑھک رہے تھے جنکی زد میں آ کر بہت سارے دم توڑ بیٹھے۔ لیکن جوانوں کے اندر جوش بڑھتا گیا۔ اس جوش و جذبہ کو دیکھ کر قبیلے کا بوڑھا سردار بھی کدال سے ضربیں لگانے لگا۔ جلود بھاؤ جو جوہڑ کے اندر جا چھپا تھا طیش میں آیا۔ اس نے کوہ سمیر کا ٹکڑا اٹھا کر ہوا میں اچھال دیا۔ یہ ٹکڑا پہاڑ سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوا۔ انہوں نے چونک کر دیکھا۔ جوہڑ کا منہہ کھلا تھا اور وہ دھویں کے مرغولے کی طرح لہراتا بل کھاتا ہوا جوہڑ سے نمودار ہوا۔ پیڑ، پربت، زمین، مکان ہر چیز پر کپکپی طاری ہوئی۔ لمبے قد والا اور اس کے ساتھی جو برابر تیشہ چلائے جا رہے تھے، جلود بھاؤ کے بڑھتے ہاتھوں کی گرفت میں آئے۔ جلود بھاؤ نے اپنے ہاتھ میں اٹھا کر انہیں دور مغرب کی سمت پھینک دیا جہاں اس کے ہمزاد دیو اور اجنہ تھے۔ وہاں سے اجنہ کے ہاتھوں گیند کی طرح دوسری جانب پھینک دیئے گئے۔ اجنہ گیند کی طرح انہیں اچھال رہے تھے۔ جوانوں کو یوں اجنہ کے ہاتھوں اچھالتے دیکھ کر وہ سبھی دم نجود ہو کر رہ گئے۔

''اب کیا کریں'' —— سہمے ہوئے لوگ بوڑھے سردار سے پوچھ رہے تھے بوڑھا سردار سر نیوڑہائے خاموش تھا——

وہ جو اجنہ کے ہاتھوں گیند کی طرح اچھالے جا رہے تھے جب دھپ سے زمین پر گر پڑتے تو جسموں سے خون کے فوارے چھوٹ جائے۔ فضا میں چیل، کوے اور گدھ منڈلا رہے تھے۔ بوڑھا سردار اور قبیلے کے دیگر افراد بے بسی سے یہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

منظر دیکھ رہے تھے۔ وہی منظر جب جلود بھاو اور اس کے دوسرے دیو اور اجنہ ستی سر میں گھوم پھر رہے تھے تو ایک غار میں ایک انسانی شکل وصورت کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ وہ یکتا وتنہا تھا۔ جلود بھاؤ نے خوب اس کا تمسخر اڑایا۔ وحشیانہ قہقہے گونج اٹھے۔ ایک دیو کامراج میں تھا اور دوسرا مراج میں کافی فاصلے پر کھڑے ہو گئے اور اسے اٹھا کر گیند کی طرح اچھالنے لگے — اچھالتے رہے......

پھر وہی منظر — وہی ستی سر —

وہ کامراج اور مراج کے درمیان کب سے دیوؤں کے ذریعہ گیند کی طرح اچھالا جارہا ہے...... وہ تو پھر بھی نیلہ ناگ میں گرا تھا — اب کوئی نیلہ ناگ نہیں ر کشیپا نہیں۔ بوڑھا اپنے گرد گھیرا ڈالے مجمع سے مخاطب ہو کر کھوئے کھوئے دھیمے دھیمے لہجے میں انتظار حسین کے ناقہ سواروں کی بات الٹ پھیر کر دہرا رہا تھا۔

''یہی سوچتا ہوں کہ جلود بھاؤ کیا اور کیوں؟ بار بار اس خیال کو جھٹک دیتا ہوں اور بار بار یہ خیال دامن گیر ہوتا ہے کہ جلود بھاؤ کیسے نمودار ہو گیا اور کتنی جلد نمودار ہوا۔ وہ ایک لمبی آہ کھینچ کر بولا اور خاموش ہوا — وادی گلپوش ہمارا خواب ہے، تقدیر ہماری ستی سر ہے —'

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ملبے سے برآمد خزانہ

رات تھرتھرا رہی ہے۔

پھول، پتے، پیڑ، سبزہ کپکپا رہے ہیں۔

ہر شے پر لرزہ طاری ہے۔

میں بھی تھرتھر کانپ رہا ہوں

شاید میری ہی تھرتھراہٹ اشیاء میں منعکس ہو رہی ہے۔

میری کپکپاہٹ سے ہی چیزیں لرزاں نظر آتی ہیں۔

زمین، آسمان، پیڑ، پورے لرز رہے ہیں۔

میز پر رکھی چیزیں، شیلف پر بے ترتیبی سے پڑی کتابیں، اور طاق پر بکھری اشیاء بھی لرزتی نظر آتی ہیں۔

باہر سخت کرفیو تھا

اور اندر ہو کا عالم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ شمع کی مدہم روشنی میں دونوں کہنیاں میز پر ٹکائے اور سر ہاتھوں میں پکڑے سوچ کی دہلیز پر کھڑا گم گشتہ، کھویا کھویا اور بجھا بجھا لگ رہا تھا۔ سوچ کی آڑی ترچھی لکیریں ابھرتی اور معدوم ہوتی جارہی تھیں۔ وہ کب سے منحنی لکیروں کے جال میں الجھا ہوا تھا۔ باہر نکلنے کی کوشش میں جال مزید الجھتا رہا۔ سوچ کی درانتی سے جال کاٹتے کاٹتے ہانپنے لگا۔

وہ ہانپ رہا تھا۔

گلا سوکھ گیا۔ سانس پھول گئی۔ زبان کسیلی اور ہونٹ خشک ہو گئے۔ پھیپھڑوں میں تازہ ہوا بھرنے کے لیے بند کھڑکی بھی نہیں کھل سکتی۔ گولی سنناتی ہوئی کس جانب سے آئے، کون جانے۔

اچانک دھماکے کی آواز سے در و بام لرز اٹھے۔

باہر کوئی عمارت ڈھہ گئی۔ درخت دھڑام سے زمین پر گر رہے تھے۔

مکان ملبے کا ڈھیر بن رہے تھے

ملبے سے لاشیں برآمد ہوتی تھیں

عورتیں بال کھول کر اپنے مردوں کی لاشوں پر بین کرتی تھیں۔

بچے ماؤں کی گود میں بلک رہے تھے۔

لڑکیاں آنچلوں میں منہ چھپائے سسک رہی تھیں۔

چراغ بجھ رہے تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوا ڈھول اڑا رہی تھی۔

پھولوں کی گرد آلود پتیاں بکھر رہی تھی۔

راکھ جیسی رنگت والے سائے موج در موج بڑھتے جا رہے تھے۔

کھڑکی کا پٹ کھول کر دیکھوں تو..........

میرا امکان بھی بھک سے اڑ جائے گا۔ ملبہ کا ڈھیر ہوگا اور میری گلی سڑی لاش ہوگی۔

ناقابل شناخت لاشیں

گمنام قبرستان۔

گم شدہ لوگ۔

بے نشان قبریں۔

سرزمین بے آئین۔

رحم بارالہٰا۔

باہر سخت کرفیو ہے!

کہرے میں لپٹے ہوئے شہر ملال سے سسکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ پھول، پتے، شجر، حجر غم کی ردائیں اوڑھے ہچکیاں لے رہے تھے۔ نجانے کب سے شہر ستم میں گھٹی گھٹی اور اکھڑی اکھڑی سانسیں لینے کا عذاب جھیلتے ہوئے میرا تو جی اوب گیا۔ ہزاروں کا خون رات کی سیاہی میں جذب ہوا لیکن نہ سحر ہوئی! نہ اذاں ہوئی۔ روشنی،

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آواز، حرکت، ہوااور پانی پابہ زنجیر ہیں۔

سیاہی جیسے منجمد ہوکر رہ گئی۔

برفیلی وادیوں میں پہلے بھی کہرا چھایا رہتا تھا۔ جھیلیں، ندیاں، دریا، آبشار یخ بستہ ہو جاتے تھے۔ ہر شے جیسے ٹھٹھر جاتی تھی سکڑ جاتی تھی۔ سانسوں میں بھی گرمی کہاں رہتی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں۔ سلے سلے سے ہونٹ۔ سرد برفآب بوسے۔ حرارت سے عاری بدن۔ نہ جنبش، نہ حرکت۔ ہر شے برف ہو جاتی۔ لیکن زندگی اس قدر منجمد نہیں ہوتی تھی۔ بازو یوں شل نہیں ہوتے تھے۔ جسم اور ذہن اتنے مفلوج نہیں ہوتے تھے۔ ہلکی سی آنچ لگنے پر برف پگھلنے لگتی تھی۔ یخ بستہ ندی نالوں میں روانی آجاتی تھی۔ جھرنے، آبشار جھر جھر بہنے لگتے۔ سانسوں میں گرمی، بوسوں میں تپش اور دھڑکنوں میں تیزی آجاتی تھی۔ پھانسی کے پھندے بھی گرم گرم بوسوں کے لمس اور لذت سے آشنا ہوئے۔

برف پگھلنے لگتی تھی تو......

ندی نالے گونجتے گرجتے ہوئے بہنے لگتے تھے

جذبے بےتاب بجلیاں بن کر کوندنے لگتے تھے۔

ولولے برق کی طرح لہراتے تھے۔

شعلہ بداماں آرزوئیں رقص کرنے لگتی تھیں۔

شعلہ رو امنگیں چہار سو تھرکتی نظر آتی تھیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جسم کا سارا خون بازؤں اور پیروں میں سمٹ آتا تھا پیروں تلے اندھیرے رگڑے جاتے تھے۔ پیروں کی رگڑ سے چنگاریاں پھوٹ پڑتی تھیں۔

جذبے جھم جھم برستے تھے۔

جذبہ واحساس کی خشک جھیلیں پانی سے بھر جاتی تھیں۔ تو ان جھیلوں کے کناروں پر کتنے ہی مہاجر پرندے آ آ کر چہکنے لگتے۔ زندگی کے تار جھنجھنا اٹھتے تھے۔

اب فضاؤں میں وہ چہکار کہاں......

مہاجر پرندے تو عنقا ہو گئے۔

جب دریاؤں میں روانی نہ رہی۔ جھیلیں سکڑ کر جوہڑ کی صورت اختیار کر گئیں تو مہاجر پرندے پھر سے اڑ گئے......وہ کتنے بلند پرواز، تیز نگاہ اور تیز رفتار تھے۔

جوہڑ نما جھیلوں سے فضا میں سڑاند پھیل گئی۔ ان میں صرف مینڈک ٹراتے ہیں جو آستین میں پالے سانپوں کی غذا بنتے ہیں۔ تالاب کا پانی خشک ہونے پر مچھلیاں تڑپنے لگیں تو وہی سوانگی، بہروپی بگلا بھگت تالاب کے کنارے مچھلیوں سے مخاطب ہوا کہ ''بڑا سنکٹ کا سمے ہے''۔ بگلا بھگت مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''کتنی بار بتا دیا تھا کہ ندی جب چڑھتی ہے تو اتر جاتی ہے۔ میں تمہیں یوں مرنے نہیں دوں گا۔ ایک بڑے اور وشال سمندر میں ڈال دوں گا''......مچھلیاں جو دم بخود تھیں، دھیرے دھیرے کناروں سے لگ گئیں اور بگلا بھگت روز وشال سمندر میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لیجانے کے وعدے پر انہیں اپنے پنجوں میں دبوچ کر اڑان بھرتا تھا اور بے آب وگیاہ صحرا میں تپتی ریت پر ڈال دیتا اور دم سنبھال کر من پسند غذا سے فربہ ہوتا جا رہا تھا......

باہر سخت کرفیو تھا۔

اور اندر ہو کا عالم۔

اگر ملبے کے ڈھیر سے میری تحریر برآمد ہو جائے تو یہ نہ سمجھنا کہ کسی پاگل کی تحریر ہے۔ بے ربط، بے معنی، لفظ جب ماحول سے دور پڑتا ہے تو بے معنی ہو جاتا ہے۔ میں۔ لفظ۔ اور ماحول بہت دور جا پڑے۔

میں ملبے سے بکھرے اوراق سمیٹ ہی رہا تھا کہ گرجدار آواز سنائی دی...... ''ابے او۔ کرفیو میں کیا کر رہا ہے۔ ہاتھ اوپر اٹھاؤ''۔ میں جب ملبے سے ہاتھ اوپر اٹھا کر باہر آ رہا تھا تو دیکھا ملبے سے باہر آئے ہوئے لوگوں کی ایک لمبی قطار ہے۔ سب ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے۔ ایک قطار میں دادجان لاٹھی بمشکل بغل میں دبا کر ہاتھ اوپر اٹھائے قدم اٹھاتے جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے ابو جان ہاتھ اٹھائے نظر آئے۔ میں تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔

''ابو''......عقب سے آواز آئی

مڑ کر دیکھا...... منا اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے آ رہا تھا۔ نزدیک پہنچ کر بولا...... ''ابو میں ملبے سے بکھرے اوراق جیب میں چھپا کر ساتھ لایا..........''

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ بستی عذابوں کی

اک موج خون تھی جو سر سے گزر گئی —

میں کب سے خون کے دریا میں ہاتھ پیر مارتا رہا۔ جب کنارے لگا تو سامنے بستی نظر آئی۔ میری تو باچھیں کھل گئیں۔ جانے کتنے عرصہ بعد بستی پر نظر پڑی۔ اپنی بستی یاد آنے لگی جو ہرے بھرے گھنے جنگل کے دامن میں دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ ایک طرف لہلہاتے کھیت ہیں۔ سرسبز درختوں کے جھنڈ ہیں اور دوسری جانب شفاف پانی کی جھیل۔ جو صبح وشام میری بستی کے پیر دھوتی ہے۔ کتنی سندر بستی ہے۔ فطرت کی ساری کوملتا اور سندرتا لیئے ہوئے۔ گھنے جنگل سے پرے برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں ہیں۔ ان پر جب سورج کی پیلی پیلی کرنیں رقص کرتی ہیں تو مدبھرا سماں ہوتا ہے۔ ان مدماتی فضاؤں میں جھر جھر بہتے آبشار، گنگناتی ندیاں، کھلے کھلے چہرے، چمپی اجالا، سرمئی اندھیرا جادوئی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ میری بستی کی پرسکون فضاؤں پر ہمیشہ پرکیف سناٹا چھایا رہتا ہے۔ گھنے سایہ دار درختوں کے پرے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دریا بڑی آہستہ خرامی سے بہہ رہا ہے۔ ہزاروں برس سے اسی طرح بہہ رہا ہے۔ ہر موسم میں کشتیاں اس کے پانی میں تیرتی ہیں۔ چاند اسی میں اتر کر نہاتا ہے۔ میری بستی جھیل کے ساحل اور دریا کے کنارے جانے کتنے یگوں سے خوابیدہ اور ابدی سکون سے مطمئن تھی۔

بستی کے باہر ندی کنارے اونچے ٹیلوں، پربتوں اور جنگلوں میں کتنی خانقاہیں ہیں جہاں سے حق ہو کی دلنواز صدائیں بلند ہو کر پوری بستی میں گونج اٹھتی ہیں تو دلوں کی ہمسائیگی اور بڑھ جاتی ہے۔ روحیں وجد میں آ کر آپس میں مدغم ہو جاتی ہیں۔ بستی کی چھتیں بھی ایک دوسرے میں مدغم ہوتی نظر آتی ہیں۔ یہاں چھت، دیوار، صحن، آنگن الگ الگ نہیں۔ چھتیں جڑی ہوئیں۔ آنگن جڑے ہوئے۔ ساجھے کے صحن اور ساجھے کی دیواریں۔ گھر کہاں سے شروع اور کہاں پہ ختم ہوتے، اس کا پتا ہی نہیں چلتا۔ ہر گھر اپنا، ہر گلی اپنی، ہر چوکھٹ اپنی۔ بستی کے اندر گلیوں کا جال سا بچھا ہے۔ بلکہ گلیوں کی بھول بھلیاں لیکن ان بھول بھلیوں میں آدمی کھو نہیں جاتا — گھر کا راستہ نہیں بھولتا —

میں بستی سے کب نکلا۔ کاروان سے کب چھوٹا دریائے خون کی بھری لہریں مجھے بہا کر کہاں سے کہاں لے گئیں۔ کچھ یاد نہیں۔ خون کی لہریں جب اچھل اچھل کر رقص کرنے لگتی ہیں تو گلی سڑی لاشیں سطح پر ابھرتی ہیں۔ فضا میں منڈلاتے گدھ تیزی سے جھپٹ کر انہیں نوچنے لگتے ہیں۔ میرے دائیں بائیں بھی کتنے ہی کٹے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سر اور لاشیں بہتی جارہی ہیں۔ گدھ جھپٹ رہے ہیں۔ میں کب سے خون کے دریا میں تنکے کی طرح بہتا جارہا ہوں —— دریائے خون میں آئی طغیانی تھمنے کا نام نہیں لیتی۔ خون کی بارش بھی تیز تر ہوتی جارہی ہے۔ تندو تیز لہریں مجھے کبھی دبوچ لیتی ہیں۔ کبھی سطح پر لے آتی ہیں۔ میں نجانے کب سے لہروں پر یونہی ڈولتا جارہا ہوں......

بستی میں سکون تھا۔ جھیل بھی شانت تھی۔ دریا صدیوں سے آہستہ خرامی سے بہہ رہا تھا۔ زندگی بھی ایک نرم روندی کے مانند تھی اور سکون سے بہہ رہی تھی۔ اس میں تیز دھارے اور بھنور نہیں تھے۔ کوئی تلاطم نہیں تھا۔ کوئی طوفان نہیں اٹھا۔ آندھی نہیں چلی۔ آندھی اور طوفان کا خطرہ بھی نہیں تھا۔ ایک دن نجانے اندھیرے کہاں سے اُمڈ کر پر اسرار سائیوں کی طرح بستی میں پہنچ گئے۔ کہر آلود اندھیرا چھا گیا۔ کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ مشعل روشن کرنے کے لیے ماچس کے لیے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا تو جیب پھٹی ہوئی محسوس ہوئی۔ ماچس گر چکی تھی۔ میں اندھیرے میں ٹٹول ٹٹول کر بجھی مشعل لیے آگے بڑھ رہا تھا کہ سامنے کسی سے ٹکرایا۔ میرا ہاتھ اس کے گریبان پر تھا۔ اس نے میرا دامن پکڑ لیا۔ بستی میں چھائے اندھیرے میں سبھی اسی طرح گتھم گتھا ہوئے۔ باہم دست و گریباں ہونے سے لفظوں کی وہ زنجیر ٹوٹ گئی جس میں سبھی بندھے ہوئے تھے۔ لفظوں کی زنجیر ٹوٹ کر بکھر گئی۔ لفظ بکھر گئے۔ ان کے معنی بکھر گئے۔ لفظ و معنی نے جب پوری طرح اپنی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کینچلی اتار دی تو صدیوں سے مانوس لفظ غیر مانوس ہوئے۔ ان کے معنی بدل گیے یا بے معنی ہو گئے لفظوں کی حرمت پامال ہوئی۔ لفظ کیا بدلے کہ صورتیں بدل گئیں۔ آشنا نا آشنا ہو گئے۔ پہچان کے آثار مدھم پڑے۔ مٹنے لگے۔ بستی میں چھایا سکوت ٹوٹ گیا — منہ زور ہوائیں چلیں۔ ایک دوسرے سے جڑی چھتیں اڑنے لگیں۔ ساجھی دیواریں ڈھہ گئیں۔ اسی افراتفری میں بستی کے گرد فصیل شہر کی مانند کھڑے پہاڑوں کی اوٹ سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی۔ غنیم کا لشکر جرار پہاڑی دروں پر دستک دے رہا تھا۔ گھوڑے ہنہنار ہے تھے۔ گھوڑوں کی ٹاپیں فضا پر لرزہ طاری کر رہی تھیں۔ بستی میں ہاہا کار مچی۔ کچھ بھاگ رہے تھے۔ کچھ مقابلہ کے لیے دروں کی جانب لپکے۔ میں بھی ہانپتا کانپتا بھاگتا جا رہا تھا۔ بھاگتے بھاگتے اپنے چاروں طرف لرزتے درختوں کو دیکھا تو محسوس ہوا کہ درختوں کی شاخیں نیزے بنکر مجھ پر جھکی آرہی ہیں۔ میں ان سے الجھ کر گرتا پڑتا جا رہا تھا کہ قرب وجوار سے جنگلی کتوں کے بھونکنے کی آواز آئی جو جبڑے کھول کر کاٹنے اور چیر پھاڑ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ بستی والے ڈنڈے گھما گھما کر کتوں کے نرغے سے نکل کر غنیم کے لشکر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ بڑے ہی گھمسان کا رن پڑا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ ساری بستی لاشوں سے اٹی پڑی تھی۔ زمین لالہ زار ہو گئی — خون کے دریا بہنے لگے — اک موج خون میرے سر کے اوپر سے گزر گئی اور مجھے بہا کر جانے کہاں سے کہاں لے گئی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں کہاں ——— بستی کہاں

کون جانے، کون بتائے

دریائے خون کی روانی تھم گئی نہ فضا میں منڈلاتے گدھ سیر ہوئے۔

وہی فضا ——

وہی منظر ——

وہی خونین لہریں۔

وہی لاشوں کو نوچتے ہوئے گدھ۔

سب کچھ وہی ہے ——

کنارے سے لگ کر جب بستی پر نظر پڑی تو جان میں جان سی آ گئی۔ دل چاہتا ہے کہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے بستی میں پہنچ جاؤں لیکن خون سے تر بتر کپڑے جسم سے چپک گئے ہیں۔ قدم اٹھانا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ سورج ڈوب رہا تھا۔ میں دھیرے دھیرے ہولے ہولے قدم بڑھاتا ہوا جب بستی میں داخل ہوا تو سنہری شام سانولی ہو رہی تھی۔ نظر بھر کر بستی کو دیکھا تو ٹھٹھک سا گیا۔ مجھے لگا کسی اجنبی شہر میں ہوں۔ میری بستی، میرے گلی کوچوں اور بستی والوں کی کوئی علامت، کوئی نشانی موجود نہیں۔ ساجھے کی دیواریں اور ساجھے کے صحن بھی نہیں۔ چھتیں باہم جڑی ہوئی نہیں۔ بستی والے بھی وہ نہیں مجھے کوئی نہیں پہچانتا ——— سڑک نہیں پہچانتی ——— لوگ نہیں پہچانتے ——— پھر اس اجنبی شہر میں رہ کر سانس لینے کا جرم کب تک کرتا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رہوں۔ کس دروازے پر دستک دوں — دروازوں سے ناموں کی تختیاں بدل دی گئی ہیں۔ کوئی جانا پہچانا نام نظر نہیں آتا۔ میرے عزیز و اقارب کہاں — پڑوسی کہاں — میں کہاں — موج خون بہا کر مجھے یہ کہاں لے آئی — مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا۔ نظریں اٹھا کر ایک سرے سے دوسرے سرے تک بستی کو دیکھا۔ سب کچھ بدلا بدلا نظر آیا۔ وہ ہرے بھرے جنگل اور سرسبز پہاڑ کہاں — برف سے ڈھکی چوٹیاں بھی نہیں۔ ننگے پتھریلے پہاڑ بے حس و حرکت نظر آئے۔ ان کی کھال کس نے ادھیڑ دی۔ کھال ادھیڑ کر انہیں کس نے مسخ کر دیا۔ گلیوں کے دائیں بائیں گھنے سایہ دار درخت بھی نہیں۔ کہیں کہیں جو اکا دکا درخت نظر آتے ہیں، سو وہ بھی بے لباس۔

دیکھو — ان بے لباس درختوں کے نیچے تار تار جسموں کی دھجیاں اپنے سمیٹنے والوں کے انتظار میں نجانے کب سے بکھری پڑی ہیں...... مگر روندے گئے پھولوں کو اٹھانے کے لیے کبھی کوئی ہاتھ جھکا ہے...... جو روند گیا، بس روندتا ہی چلا گیا۔ ان بکھری دھجیوں...... روندے اور مسلے ہوئے پھولوں کی گرد آلود پتیوں کو کوئی سمیٹنے والا بھی نہیں رہا...... میں یہ کہاں پر آ گیا — اجنبی شہر میں دم گھٹا جا رہا ہے۔ خون سے تر کپڑے نچوڑ کر میں نے ہر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ادھ کھلے دریچوں سے جھانکنے والی آنکھیں مجھے حیرت سے دیکھتی ہیں اور جب میں اپنے گھر کی یاد دلاتا ہوں، اپنی گلی کا پتہ پوچھتا ہوں تو وہ نفرت اور حقارت سے دریچے بند کر دیتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شام کے ملگجے اندھیرے چاروں اور پھیلتے جا رہے ہیں۔ میرا سایہ بھی نظر نہیں آتا...... میں خود بھی اندھیرے میں تحلیل ہوکر سیاہ رات کا حصہ بنتا جا رہا ہوں۔ اندھیرے میں ٹٹول کر جب گلی سے باہر آیا تو تاحد نگاہ سیاہی کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ میں اندھیرے کے دبیز پردوں میں لپٹا کہاں بھٹک رہا ہوں —موج خون مجھے بہا کر کہاں لے آئی—

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سرابوں میں بھنور

''اتنے سر کٹے۔ کٹے ہوئے سروں سے پشتہ بن گیا۔ دائیں بائیں سے سیلاب کی طرح خون بہہ نکلا۔ ہم کب تک خون کے دریا میں ڈبکیاں کھاتے رہیں......''سہیل آتش دان میں لکڑی ڈالتے ہوئے بےزاری کا اظہار کر رہا تھا۔

''لہو گرتا ہے تو رنگ ضرور لاتا ہے''ـــــ وسیم سگریٹ بجھاتے ہوئے بولا۔ بجھتے ہوئے سگریٹ سے دھواں اٹھ رہا تھا اور دائرے بناتا ہوا فضا میں تحلیل ہو رہا تھا۔ سہیل تحلیل ہو رہے دھویں پر نظریں مرکوز کرتے ہوئے بولاـــــ

''خون کے اس بپھرے ہوئے دریا میں شکستہ کشتی پر سوار ہو کر ساحل پر اترنے کا خواب..........''

''تم میدان کارزار سے فرار چاہتے ہو۔ لہو کی عظمت کے منکر ہو''ـــــ وسیم اسکی بات کاٹ کر بولا۔ اس کے لہجے میں غصہ تھاـــــ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں مفر نہیں چاہتا جان کی بازی لگاؤں گا''——سہیل آتش دان میں چٹختی لکڑیوں اور جلتے بجھتے شعلوں سے نظریں ہٹاتے ہوئے بولا——''میں پاؤں کے ان چھالوں سے بھی نہیں گھبرایا لیکن اس کشتی سے خائف ہوں۔ اس میں کتنے سوراخ کردیئے گئے۔ ہاتھوں میں اب پتوار بھی نہیں۔ خونی لہروں میں ہچکولے کھائے جارہی ہے.......... وہ بات پوری نہ کہہ پایا تھا کہ وقار اور اشفاق جو آتش داں کے قریب خشک گھاس پر ٹانگیں پھیلائے خراٹے لے رہے تھے، اچانک ہڑبڑا کر اٹھے۔ وہ دونوں سہیل اور وسیم کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔

''ان میں سے ابھی تک واپس کوئی نہیں آیا''——وہ شک بھری نگاہوں سے سہیل اور وسیم کو گھورتے ہوئے استفسار کرنے لگے۔ شک کی کھائی گہری ہوتی گئی۔

''نہیں——کوئی نہیں آیا''——سہیل نے دق ہو کر مختصر سا جواب دیا——

''آخر کیوں؟''——وقار اور اشفاق کے بدن کی رگیں تن گئیں۔ چہرے سے غصہ اور نفرت ٹپک رہی تھی۔ شک کی لہر انہیں بہائے لیجا رہی تھی۔ اندھیرا پھیلتے ہی وہ ان سے بار بار ایک ہی بات پوچھ رہے تھے۔ غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے پیروں میں لگے جوتوں کے تسمے باندھنے لگے۔ سہیل اور وسیم ان کے ارادوں کو بھانپ گئے۔ ان کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

باہر گلی میں کتوں نے اچانک زبردست ہڑبونگ مچادی۔ جاڑوں کی کالی ڈراؤنی رات میں کتوں کے بھونکنے سے ساری بستی دہشت زدہ ہوگئی۔ کتے یہاں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پہلے سے موجود تھے لیکن آج گلی میں کتوں کا غیر معمولی جماؤ تھا۔ کتوں کے ایک ساتھ بھونکنے سے فضا پر ہول ہوتی جا رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے پہاڑ، آسمان، زمین، پیڑ، پودے، گلی، درودیوار سبھی بھوں بھوں کر رہے ہوں۔ گھروں کے اندر خاموشی چھا گئی۔ جلتی روشنیاں بجھ گئیں۔ بچے ماؤں کی گود میں دبک گئے۔ جوان اور بوڑھے مرد و زن گھٹنوں میں سر دبائے اس سوچ میں غلطاں تھے کہ کتے ہر چیز پھاڑ کر رکھ دیں گے۔

آتش دان میں لکڑیاں سلگ رہی تھیں۔ سہیل، وقار اور اشفاق کتوں کے مسلسل بھونکنے پر چوکنا ہو گئے لیکن وسیم اس صورتحال سے بے خبر نجانے کن خیالوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ غیر ارادی طور پر کبھی انگلیوں سے زمین کریدتا اور کبھی آڑی ترچھی لکیروں کا جال بنتا۔ وقار اور اشفاق شک کا اظہار کیوں کر رہے تھے۔ وہ شک کا جال کاٹنے لگا۔ مظفر کو بھی کہ ابھی خون میں نہایا نہیں تھا، مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا رہا۔ کہیں یہ وقار اور اشفاق ہی مشتبہ لوگ تو نہیں.......... نہیں، نہیں — اس نے ذہن کو جھٹک دیا۔ خون کا دریا ہمارا راستہ نہیں روک سکا لیکن ایک بار شک کے دریا میں ڈوبے تو.......... اس کے ذہن میں کئی سوال، کئی صورتیں، کئی تصویریں ابھرتی ڈوبتی رہیں —

مدثر کی طرف شک کی انگلی کیوں اٹھتی رہی۔ آخر ہوا کیا یہی نا کہ جاڑے کی ٹھٹھرتی ہوئی رات تھی۔ دروازے پر دستک ہوئی۔ وسیم جو جاگ رہا تھا، جلدی سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اٹھا۔ دروازہ کھولا۔ دوسائے تیزی سے اندر بڑھ گئے۔ سردی سے کپکپاتے، تھر تھراتے۔ یہ مظفر اور مدثر تھے۔ وسیم نے انہیں گلے لگایا اور لالٹین کی ہلکی مدھم روشنی میں انہیں اندر کمرے میں لے آیا جہاں وقار، اشفاق اور ان کے دیگر ساتھی فرش پر بکھری ہوئی سوکھی گھاس پر سو رہے تھے۔ ایک کمبل کے نیچے دو دو تین تین سوئے ہوئے تھے۔

''یہ رہا ہمارا آپکا گھر''—— وسیم مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا—— ''آپ تھک چکے ہیں۔ کمبل اوڑھ کر لیٹے رہیں''—— وسیم نے انہیں اپنا کمبل پیش کرتے ہوئے کہا مدثر اور مظفر کو ننگے فرش پر لیٹنے کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ مدثر جو سفر سے نڈھال ہو چکا تھا، پاؤں پھیلاتے ہی نیند کی وادی میں پہنچا۔ مظفر پہلو بدلتے جب اکتا گیا تو اٹھ کر وسیم کے پاس آیا جو باہر دروازے پر پہرہ دے رہا تھا——

''کیوں نیند نہیں آ رہی؟''—— وسیم نے دھیرے سے پوچھا۔

''نہیں''—— مظفر کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

''کیا گھر کی یاد ستانے لگی؟''—— وسیم یادوں میں ڈوبتے ہوئے بولا—— ''پہلی رات ہم بھی نہیں سوئے۔ تارے گنتے رہے۔ کبھی امی کا دامن اشکوں سے تر ہوتا دکھائی دیا۔ کبھی ابو کے لاٹھی ٹیکنے کی آواز آتی رہی۔ وہ جیسے لاٹھی ٹیکتے ہوئے اٹھتے گرتے تلاش میں ہوں''—— وہ روانی سے کہہ رہا تھا—— دیگر ساتھی بظاہر سو رہے تھے لیکن ان کے پل پل کروٹیں بدلتے رہنے سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں بھی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

احساس مفارقت سانپ کی طرح ڈس رہا تھا.......... آپ بھی اداس نظر آرہے ہیں......''

''نہیں تو''—— مظفر اپنا غم چھپاتے ہوئے بولا—— ''تھکاوٹ کی وجہ سے نیند نہیں آرہی''—— پھر ذرا توقف کے بعد بولا—— امی بے حال ہورہی ہوگی''—— اچانک اسکی آواز بھرائی۔ میں نے مدثر کو رکنے کے لیے کہا تھا۔ وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ ابھی کمبل لے کر جب گھاس پر ہی لیٹا تھا کہ ایک جھپکی سی آئی—— کیا دیکھتا ہوں ایک بے آب وگیاہ صحرا ہے۔ ابو اور امی بین کرتے ہوئے ہم دونوں کا نام لے کر پکارتے ہوئے جارہے ہیں۔ ان کے پیر ریت میں دھنس رہے تھے۔ اچانک طوفانی ہوائیں چلیں۔ ریت کا طوفان اٹھا۔ ابو اور امی گرد وغبار میں اوجھل ہوگئے—— ''ابو—— امی'' میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔ آنکھیں کھولیں۔ دیکھا سبھی سو رہے ہیں۔ میں اٹھ کر آپ کے پاس آیا۔ اب میں پہرہ دوں گا۔ آپ آرام کریں''—— لیکن وسیم نے جیسے اسکی بات نہیں سنی—— وہ مظفر کے خواب کی کڑیاں جوڑ رہا تھا—— بے آب وگیاہ صحرا دھوپ میں تپتا ہوا کوئی سایہ نہیں کوئی شجر نہیں۔ ابو اور امی اکیلے ریگستان کا سفر کیسے کرلیں۔ کھٹ، کھٹ—— اسے ابو کے لاٹھی ٹیکنے کی آواز آرہی تھی——

''وسیم''—— ابو نے پکارا

''کیا ہے ابو''—— وسیم اور اس کا چھوٹا بھائی دونوں حاضر ہوئے۔ ''میں ایک وصیت کیے دیتا ہوں''—— ابو خلاؤں میں گھورتے ہوئے کہہ رہے تھے——

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''ابو، آپ مایوس کیوں ہو رہے۔ اس رات کو ڈھلتے ہم بھی دیکھیں گے، آپ بھی''—

''میں دیکھ سکوں؟'' ابو سوالیہ انداز میں بولے— ''رات کافی لمبی ہے۔ میرے بزرگ سپیدۂ سحر نمودار ہونے کی تمنا لیے اسی رات کی سیاہی میں جذب ہوئے۔ نہ فجر ہوئی۔ نہ اذان سنائی دی..........''

'رات چاہے کتنی لمبی ہو، اس کے ہونٹوں پر اذاں مچل رہی ہے''— وسیم پر اعتماد لہجے میں بولا۔

''اذاں مچل رہی''— ابو بے یقینی کا اظہار کر رہے تھے—

''رات کی سیاہی میں کتنوں کا لہو جذب ہوا؟''

''لہو شرارے بنکر اس سیاہی کو بھسم کر دے گا''۔

''یہ تو ہے لیکن..........''

''لیکن کیا..........'' وہ دونوں ابو کی باتوں سے جھنجھلا گئے۔

''یہاں خون کے سوداگر اب بھی دندناتے پھرتے ہیں— ابو کی آواز تھرتھرا رہی تھی۔

''ان سوداگروں کے لیے زمین تنگ ہو جائے گی''۔

یہ ان کا عزم تھا۔

''پہلے بھی ہم مولی گاجر کی طرح کٹتے رہے، بکتے رہے''— ابو کی مایوسی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑھ رہی تھی ——

''وہ جرم ضعیفی کی سزا تھی ۔ اب روز مکافات ہے'' —— ولولوں کا آتش فشاں دہک رہا تھا ——

''پہلے صورتیں خاک میں پنہاں ہوگئیں، اب نام کی تختیاں بھی ہٹائی جانے لگیں.......... پہچان کیونکر قائم رہے'' .... ابو جیسے اپنے آپ سے باتیں کر رہے تھے ——

باہر کتے مسلسل بھونک رہے تھے ۔ بھوں بھوں سے فضا پر ہول بنتی جا رہی تھی ۔ سہیل، وقار اور اشفاق کتوں کے بھونکنے پر مختلف سمتوں میں کان لگائے تھے ۔ وسیم آتش دان کے سامنے بیٹھا گزرے ہوئے لمحات کی رو میں بہہ رہا ہے ۔ وقار اور اشفاق جو ابھی تھوڑی دیر پہلے، کتوں کے بھونکنے سے پہلے شک ظاہر کر رہے تھے اس سے وسیم اندر اندر سے جیسے ٹوٹ رہا تھا ۔ مدثر اور مظفر نے اتنی دور تک ساتھ دیا ۔ شک کی کوئی بات سامنے نہیں آئی ۔ پہلے مظفر کے بارے میں شک کا اظہار کیا جاتا رہا ۔ حالانکہ اس دن وہ اپنی جان پر نہیں کھیلتا تو ہم موت کے نرغے سے کیسے نکل سکتے ۔ اس نے ہر وار اپنے جسم پر سہا ۔ ساری گولیاں اسکے سینے میں پیوست ہوئیں، پیٹھ نہیں دکھائی مدثر کے چوکنا رہنے سے ہی ہم جال میں آنے سے بچتے رہے ۔ وقار اور اشفاق بار بار یہی کہتے رہے کہ مدثر کو بروقت اطلاع کیسے ملی.......... خفیہ ٹھکانے تک کتے سونگھتے ہوئے کیسے پہنچے.......... سہیل بھی خون رائیگاں ہونے، مایوسی اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بے زاری کا اظہار کیوں کرتا رہا.......... مشتبہ کون ہے مظفر جو گولیوں سے بھون دیا گیا کہ ''میں'' جو آگ سیک رہا ہے.......... مشتبہ کون— مدثر جو یخ بستہ رات میں پہرہ دینے کا ذمہ اپنے اوپر لیتا ہے یا وقار اور اشفاق جو آتش دان کے قریب خراٹے لے رہے.......... نہیں— میں، وقار، مدثر کوئی بھی مشتبہ نہیں۔ پھر کون ہے.......... اس کے ذہن میں کتنی گرہیں پڑیں۔

کتوں کے بھونکنے کی آواز جب کم ہونے لگی تو وقار گہری نظروں سے وسیم اور سہیل کو دیکھنے لگا۔

''یوں گھور گھور کر کیا دیکھ رہے ہو''— وسیم لب کشا ہوا ''تم اور سہیل کیا کھسر پھسر کر رہے تھے''— اس کے لہجے سے صاف شک ظاہر ہو رہا تھا۔

''تم اور اشفاق خراٹیں بھر رہے تھے۔ ہم پہرہ دیتے ہوئے اپنی باتوں میں لگے رہے''— وسیم متانت سے بولا

''اپنی باتوں میں..........'' اشفاق نے معنی خیز انداز میں فقرہ کسا۔ ''کتے بھونک رہے ہیں۔ ہمیں جگایا تک نہیں''— وقار غصے سے بولا ''باہر مکمل سکوت تھا۔ مدثر کافی دور تک چکر لگا کر آیا۔ باہر کچھ بھی نہیں تھا۔ اچانک کتوں نے ہڑبونگ مچادی کہ تم بھی جاگ پڑے''—

سلیم ابھی تک واپس نہیں آیا''— وقار نے پھر شک بھری نگاہوں سے پوچھا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''نہیں تو'' ــــ وسیم ان باتوں سے سخت جھنجھلایا۔

''مدثر؟'' ــــ

''وہ بھی ابھی تک نہیں آیا'' ــــ

''میرا کسی نے اعتبار نہیں کیا۔ کئی بار کہہ چکا، وہ قابل اعتبار نہیں'' ــــ وقار نے جوتوں کے تسمے باندھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر جانے لگا۔

''کہاں جا رہا ہے'' ــــ سہیل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

''میں چلا'' ــــ وہ سہیل کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولا ــــ ''تم بیٹھے رہو..........

وہ سب آپس میں ملے ہوئے ہیں'' ــــ یہ کہکر دروازے کو لات مارتے ہوئے باہر نکلا۔ باقی چپ رہے۔ آتش دان میں آگ بجھ چکی تھی۔ وسیم گرم راکھ کریدر رہا تھا۔ کوئی چنگاری نہیں تھی۔ سردی کا احساس بڑھ رہا تھا۔ اشفاق نے ایک جھرجھری سی لی اور کسی سے کچھ کہے بغیر وہاں سے چل پڑا۔

''وسیم'' سہیل نے اس جھنجھوڑے ہوئے کہا ــــ

''ٹھکانے غیر محفوظ ہو گئے ہم بھی چلیں'' ــــ

''ٹھکانے بدلتے رہنے سے ہم بکھر جائیں گے'' ــــ وسیم کربناک انداز میں بولا ــــ ''خواب بکھر جائیں گے ــــ تم بھی جانا چاہو تو میں روک نہیں سکتا میں اپنے ٹھکانے پر رہوں گا ــــ

آخر وقت تک رہوں گا'' ــــ وسیم دوٹوک انداز میں بولا۔ سہیل کچھ اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سُنے بغیر چل دیا۔

نکلتے وقت دروازے سے مڑکر وسیم کو دیکھنا چاہا لیکن اندھیرے کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیا — دروازہ کھلا تھا۔ برفیلی ہواؤں کے جھونکے وسیم کے جسم میں سرایت کر چکے۔ وہ ایک بجھی لکڑی سے راکھ کریدتا رہا —

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بے خواب کواڑ

وہی بہار کے دن ہیں

اور وہی دامن کوہ —

لیکن وہ نہیں —

پہلے گلی سنسان ہوگئی تھی۔ لیکن اب — اب جیسے ساری بستی گلی میں اُمڈ آئی ہے۔ سب کچھ بدلا بدلا سا نظر آ رہا ہے یا شاید کچھ بدلا ہی نہیں ہے۔

وہ گلی کی جانب کھلی کھڑکی میں بت بنی کھڑی تھی۔ آنکھیں یوں ساکت تھیں جیسے کسی مقناطیسی قوت نے پلکیں کھینچ رکھی ہوں۔ اسکی نگاہیں دور جنگل پر مرکوز تھیں جہاں پو پھٹنے کے باوجود فضا دھواں دھواں سی محسوس ہو رہی تھی لیکن خود اس کے اندر کے جنگل کی گرد آلود فضا دھیرے دھیرے صاف ہو رہی تھی۔

کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے وہ پچھلے پہر کا چاند لگ رہی تھی۔ جب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سورج کی ہلکی ہلکی پیلی پیلی کرنیں جنگل کی کہر آلود سی فضا کو چیرتے ہوئے دشت وکہسار پر چاندنی کا ورق پھیلانے لگیں تو یاد کی گھاٹیوں میں بھی کرنیں رقصاں ہونے لگیں۔ اس جنگل میں کتنی بار آگ بھڑک اٹھی۔ ہرے بھرے درخت کوئلہ ہوگئے۔ کتنے آرے چلے۔ کتنے درخت کٹے —— لیکن جنگل میں جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔ وہی سائیں سائیں کرتی ہوئی ہوائیں اور وہی جھنجھناتے ہوئے جھرنے۔ وہی لمبے گھنے سائے اور وہی جنگل کا جنگل —— اس نے جنگل سے نظریں ہٹا کر گلی میں اس طرف سے اس طرف تک نگاہ ڈالی—— گلی بھی کوئی جنگل ہے۔ گھنا گھنا، پھیلا، پھیلا۔ وہی بھول بھلیاں۔ وہی دھند لکے، وہی ملگجا اجالا۔ وہی ہواؤں کی سرسراہٹ اور وہی پرندروں کی چہچہاہٹ۔ وہی گلی، وہی بہار کے دن۔ وہی دامن کوہ

صرف وہ نہیں —— اس نے گلی کے آرپار سرسبز جھاڑیوں، ہرے بھرے درختوں، شاداب کھیتوں اور کچے پکے مکانوں کو دیکھا۔ سب کچھ ویسے کا ویسا۔ پہلے مکانوں کے درودیوار بوسیدہ اور گرد سے اٹے نظر آتے تھے۔ ان سے وحشت ٹپکتی محسوس ہوتی تھی۔ اب یہ درودیوار کتنے دھلے دھلے نکھرے نکھرے نظر آتے ہیں۔ رات بھر مینہ برستا رہا۔ شاید بارش سے یہ درودیوار دھل گئے۔ پکی اینٹیں کتنی صاف اور شفاف دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن مہینہ تو پہلے بھی برستا رہا ہے۔ پہلے یہ درودیواریوں نکھرے نکھرے نظر نہیں آئے۔ پھر یہ سب کیسے ہوا۔ یہ نظر کا دھوکہ تو نہیں گرم گرم آنسو آنکھ سے بہہ کر اس کے رخسار پر سورج کی کرنوں سے جھلمل کر رہے تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گلی کے اس طرف قدموں کی دھیمی سی چاپ سنائی دی۔ اس نے نگاہیں ادھر پھیر لیں دوتین سو آدمی تین جنازے کاندھوں پر اٹھائے جارہے تھے۔ چپ چپ بوجھل قدم اٹھاتے ہوئے۔ پہلے گلی سے کوئی جنازہ گزرتا تو کتنا اژدہام ہوتا۔ بستی میں کہرام ہوتا۔ گلی میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا۔ سانس رکنے لگتی۔ نبضیں ڈوبنے لگیں۔ عورتیں کھڑکیوں، دروازوں اور روشن دانوں سے بال نوچتی اور بین کرتی نظر آتیں اور مردوں کے ہزاروں ہاتھ فضا میں لہراتے اور جذب وجنون کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے لیکن اب کوئی کہرام نہیں، کوئی بین نہیں، کوئی جنون نہیں۔ جنازے جب گلی میں اسکی کھڑکی کے پاس سے گزرے تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ وہ ان جنازوں پر آنسوؤں کے پھول نچھاور کررہی تھی۔ سورج کی روپہلی روشنی میں یہ پھول جھلملاتے تارے محسوس ہوتے تھے۔ جب جنازے نگاہوں سے اوجھل ہوئے اور اسکی آنکھوں کے گلاب سوکھ گئے تو اس نے کھڑکی کے پٹ بند کردیئے جیسے وقت سے بھاگنے کی کوشش کررہی ہو اور آنکھیں بند کیے چارپائی پر ٹوٹی شاخ کی طرح جاگری۔

باہر گلی میں سکوت ساطاری ہے—— اور اندر—— اندر بھی کتنی خاموشی اور سناٹا ہے۔ صرف دیوار پر لگی گھڑی ٹک ٹک کررہی ہے۔ لیکن وہ جیسے گردوپیش سے بے خبر ہے۔ گھڑی نے جب ۹ بجے کا الارم بجایا تو وہ چونک پڑی۔ الارم ختم ہوا۔ گھڑی ٹک ٹک کررہی تھی۔ وہ ہڑبڑا کر چارپائی سے اٹھی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''وہ آ گئے''— اس کے لب تھرتھرائے — ''میں تیرا گھوڑا۔ ٹک ٹک ٹک ٹک''— آوازیں اس کے ذہن پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھیں۔ وہ تیزی سے کھڑکی کی طرف لپکی، پٹ کھول دیئے۔ بل کھاتی گلی میں اس سرے سے اس سرے تک نظر دوڑائی— مہینے کی یہی تاریخ تھی، یہی وقت تھا جب وہ آنگن میں جھاڑو دے رہی تھی۔ ایک زوردار جھٹکے سے دروازہ کھلا۔ شمی ہانپتی دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ جھاڑو اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ ہانپتی کانپتی شمی کو دیکھ کر وہ سن ہوگئی۔ شمی کو پوری بستی کی خبریں معلوم ہوتی تھیں۔ آج کونسی خبر لیکر آئی ہوگئی۔ کوئی بری خبر ہوگئی۔ اسی لیے تو ہانپ رہی ہے۔ نزدیک آکر بولی— ''تم میرے ساتھ چلو۔ وہ......''

اسکی سانس پھولی ہوئی تھی۔ بات حلق میں اٹک گئی—

''شمی کیا بات ہے؟''- وہ کانپتے ہوئے بولی۔ اسے طرح طرح کے وسوسوں نے گھیر لیا۔

''ہم ابھی جنگل سے آئے''- شمی سانس درست کرتے ہوئے بولی— ''لطیف بھائی کو ایک چٹان کی آڑ لیتے ہوئے دیکھا''—

''جھوٹ''— اسے جیسے اعتبار نہیں آیا۔

''اللہ قسم اپنی آنکھوں سے دیکھا— میں نے کسی کو نہیں بتایا''— شمی اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگی— ''میرے ساتھ چلو۔ ابھی وہیں ہوں گے......''

تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہ جنگل کی طرف ہولیئے لیکن راستہ کٹتا نظر نہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آرہا تھا۔ جب وہ شمی کے ساتھ لکڑیاں چننے جنگل جایا کرتی تھی تو یہ مسافت کتنی جلدی طے ہو جاتی تھی لیکن اب راستے لمبے ہو گئے یا جنگل سمٹ کر بستی سے دور ہو گئے۔۔۔ ''تیز چلو''۔۔۔شمی اسے کھینچ رہی تھی لیکن وہ جیسے صدیوں کی مسافت طے کرتے تھک کر ٹوٹ چکی تھی۔ اسے اٹھتے ہوئے قدم بھاری اور بوجھل محسوس ہو رہے تھے۔ یادوں کی کتنی ہی زنجیریں ان پیروں میں پڑی ہیں۔ وہ ان ہی زنجیروں کے شور میں آگے بڑھ رہی تھی۔ اس سے بچھڑے ہوئے دو سال ہوئے۔۔۔ جنگل قریب آرہا تھا۔ سانسوں کی رفتار تیز ہونے کے ساتھ دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہونے لگیں۔۔۔تم بن کیسے بیتے یہ سال۔۔۔ ہر پل، ہر لمحہ تمہاری یاد ۔۔۔ سوتے جاگتے صرف تمہارا خیال۔ جب آندھی آتی، بادل گرجتے۔ بارش برستی تو سینے میں ہوک سی اٹھتی۔ ہائے نجانے تم کہاں ہوں گے ۔۔۔ کتنی ٹھنڈ محسوس ہو رہی ہوگی۔ گھر میں ہوتے تو ذرا سی بارش ہونے پر کپکپاتے ہوئے کمبل مانگ لیتے۔۔۔''اُف کتنی ٹھنڈ ہے''۔۔۔کہہ کر وہ اسے بھی کمبل میں لپٹا لیتے۔ برستی بارش اور برفیلی ہواؤں کا مقابلہ کیسے کرتے ہوں گے۔ سوچ سوچ کر وہ سلگ کر رہ جاتی۔

''تیز چلو''۔۔۔شمی برابر اسے کھینچے جا رہی تھی۔

اب جنگل زیادہ دور نہیں تھا۔ اسکے پیروں میں پڑی زنجیروں کی چھنچھناہٹ بھی تیز ہو رہی تھی۔۔۔

''میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا''۔۔۔ وہ اچانک پلیٹ سے ہاتھ کھینچ لیتے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''سالن پھیکا اور بے ذائقہ ہے''۔

''تھوڑا سا کھالو''— وہ پیار سے کہتی— ''کل ایسا سالن پکاؤں کہ یاد رکھو گے''— کہتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ سے اسکے منہ میں نوالہ ڈالتی— اب یہ ناز برداری کون کرے۔ پتا نہیں کتنی بار بھوکے رہے ہوں گے— جب مُنا پیدا ہوا تو پھر کتنا بدل گئے سالن کا، کھانے پینے کا ذائقہ جیسے بھول گئے۔ ایک ہی ذائقہ یاد رہا مُنا— جسے ہر وقت سینے سے چمٹائے رکھتے۔ اپنے ہاتھ سے کھلاتے، پلاتے، نہلاتے دھلاتے۔ مُنے کو بھوک لگتی تو اسکی گود میں ڈالتے اور یوں گننا شروع کرتے۔ ایک— دو— تین— بھئی مُنے کو جلدی سے دودھ پلاؤ۔ اتنی دیر اسے الگ نہیں رکھ سکتا۔ دیکھو میں پھر گن لیتا ہوں۔ ایک— دو— تین— اور پھر جھپٹ کر مُنے کو اسکی چھاتی سے الگ کر کے اپنے سینے سے لگاتے تو کتنا خوش ہوتے تھے جیسے ساری دنیا اسکی گود میں سمٹ آئی ہو۔ مُنا جب توتلی زبان میں باتیں کرنے لگا تو پھر وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔ وہ بھی مُنے کی نقل اتارتے ہوئے باتیں کرتے۔ مُنے کو کاندھے پر رکھ کر آنگن میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑ لگاتے— ''مُنے میں تیرا گھوڑا— ٹک ٹک، ٹک ٹک'' اور مُنا بھی کھل کھلا کر ہنس پڑتا۔ وہ جب نہیں دوڑتے مُنا اپنے ننھے ہاتھوں سے انکے سر کے بال کھینچ لیتا تا کہ گھوڑا تیز دوڑے۔ اور وہ تیز دوڑنے لگتے ''— دیکھو— مُنا گر نہ جائے''— اسکی چیخ نکل جاتی تو وہ رک جاتے۔ مُنا انہیں رکتے دیکھ کر توتلی زبان میں پوچھتا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''گودے—— یک کیوں گیئے——''

''گھوڑے کو بھوک لگی ہے——''

وہ ماں کی طرف دیکھ کر کہتا——

''اماں گھوڑیئے کو گاش ڈالو——''

اس پر ان دونوں کا قہقہہ گونج اٹھتا

اور جب ایک دن وہ مُنے کو سکول میں داخل کر کے گھر لوٹے تو کتنا پریشان تھے۔ کسی سے بات نہیں کی کبھی اندر اور کبھی باہر—— بس ٹہلتے رہے۔ جیسے سب کچھ کھو دیا ہو۔ منے کے بغیر گھر ویران، سنسان اور اجاڑ لگ رہا تھا۔ جیسے منے کو سکول میں داخل کر کے کوئی غلطی کی ہو جس پر پچھتا رہے ہوں۔ اس بے چینی پر وہ کس قدر جھنجھلا گئی تھی—— ''صاحبزادے کا اتنا غم ہے تو اسکول میں داخل ہی کیوں کر دیا۔ اب نہ کام نہ کاج بس آنگن ناپتے رہیں——'' انہوں نے جیسے سنا ہی نہیں یا جیسے پہلا ہی فقرہ سنا تھا۔ بولے—— ''ہاں ابھی جا کر منے کو گھر لاؤں گا——'' یہ کہہ کر گھر سے باہر نکلے—— اور جب وہ سہہ پہر کو آٹا گوندھ رہی تھی تو آنگن میں قدموں کی چاپ اور وہی مانوس آواز سنائی دی—— ٹک ٹک...... وہ بھی رسوئی سے باہر آئی......

''تیز تیز قدم بڑھاؤ——'' شمی اسے خیالوں میں ڈوبتے پا کر بولی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگی لیکن قدم جیسے زمین میں دھنس رہے تھے۔ اس دن بھی وہ زمین میں دھنس رہی تھی جب وہ صبح سویرے منے کو سبق پڑھا رہے تھے۔ الف سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اللہ......ج سے جنت......خ سے خدا......اچانک کسی نے زنجیر کھڑکھڑائی۔ وہ اٹھے دروازہ کھولا تو کتنے ہی مسلح نقاب پوش دندناتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ یہ دیکھ کر اس کے پیروں سے زمین سرک گئی — آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ تڑاخ! ان کے منہ پر زوردار تھپڑ لگا —

''سالے تم یوں نہیں بتاؤ گے'' پھر ان پر لاتوں اور مکوں کی بارش ہوئی۔ وہ گیند کی طرح کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف گر پڑتے۔ منا سہم کر رہ گیا۔ وہ ان کے سامنے کھڑی ہوگئی تا کہ یہ وار اپنے جسم پر سہہ لے۔ ایک بھاری ہاتھ اس کے گریبان پر پڑا

''سالی'' —

گریبان چاک ہوا —

''نخرے والی'' —

آوازیں اور قہقہے —

وہ اوندھی منہ گر پڑی — کچھ دوری پر لطیف لہولہان پڑا تھا۔ بے حس و حرکت۔ وہ آہستہ سے اٹھی اور لطیف سے لپٹ کر دھاڑیں مارنے لگی —

کچھ دن وہ گھر میں کھوئے کھوئے رہے اور ایک دن یہ کہکر گھر سے نکلے —

''میرے لوٹ آنے تک منے کا خیال رکھنا'' —

''یہ ہیں وہ جھاڑیاں اور چٹان'' — جھاڑیوں کے پاس پہنچ کر شمی رک

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گئی ——"یہاں —— اسی جگہ لطیف بھائی کو دیکھا تھا" —— دونوں نے نظریں ہر طرف دوڑائیں۔ کوئی نہیں تھا۔ بھائیں بھائیں کرتا ہوا جنگل —— سناٹا —— دور سے ایک جھرنے کے بہنے کی آواز آرہی تھی۔ "تم یہی ٹھہرو میں ذرا آگے جاکر دیکھوں" —— کہتے ہوئے شمی آگے بڑھی۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ان جھاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔ قریب ہی ایک جھاڑی کے پاس سگریٹ کے خالی پیکٹ، کارتوس اور خون کے دھبے تھے —— شمی اسے سہارا دے کر واپس گھر لے آئی ——

دوسرے دن گلی میں ایمبولنس رکی ——

شمی دوڑتی ہوئی آئی۔ چیختے چلاتے —— "ہائے لطیف بھائی بھی......" آواز اس کے حلق میں اٹک گئی۔ وہ شمی کی آواز سنتے ہی دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔ شمی اسے ہوش میں لاتی رہی۔ اسوقت بستی میں کیسا کہرام تھا —— ساری بستی گلی میں اُمڈ آئی جیسے ہر گھر سے جنازہ اٹھا تھا —— وہ کھڑکی میں کھڑی بہت دور جا چکی تھی ——

"بہو بٹیا" —— دوسرے کمرے سے ساس کی کمزور آواز آئی "کیا ہے اماں" —— وہ واپس اپنی دنیا میں آتے ہوئے بولی۔

"تو کھڑکی کے پاس کب سے کھڑی ہے"۔ وقت اتنی تیزی سے گزرا اسے خیال تک نہیں رہا۔ کتنے جنازے اس گلی سے گزرے لیکن کوئی کہرام نہیں اٹھا۔ اس نے گلی میں دور تک نگاہ دوڑائی۔ دھوپ اب درختوں اور دیواروں سے اتر کر گلی میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پھیل چکی تھی۔

''بہو بٹیا''— پھر وہی نحیف آواز آئی۔ وہ جلدی سے کمرے سے نکل کر ساس کے سرہانے آ کھڑی ہوئی، جو بستر سے لگی تھی۔ ''کیا ہے اماں''— اس نے دیکھا کہ آنسوؤں کی دھار اماں کے چہرے کی جھریوں میں جذب ہو رہی تھی پھر وہ لرزتے لہجے میں بولی—

''کل رات مسجد سے چاند نظر آنے کا اعلان ہوا تھا۔ آج عید ہے۔ چولہا نہیں جلا...... کچھ نہیں تو مُنے کے لیے''...... کہتے کہتے اس پر کھانسی کا دورہ پڑا۔ اسکی حالت غیر ہوتی جارہی تھی۔ وہ اگالدان سامنے لائی اور خون تھوکنے لگی—

''اماں''— وہ اسکی حالت غیر دیکھ کر سٹپٹائی— ''میں دوا لاتی ہوں''— کہتے ہوئے وہ اوپر کمرے میں دوا لانے کے لیے گئی۔ دوا کی شیشی طاق سے اتار کر مڑنے لگی کہ گلی میں بڑھتے ہوئے قدموں، قہقہوں اور بچوں کی شوخیوں شرارتوں کی آوازیں آنے لگیں۔ اس نے کھڑے کھڑے کھڑکی سے باہر جھانکا۔ لوگوں کا کتنا ہجوم ہے۔ نئے کپڑوں میں ملبوس، ہاتھوں میں جاءنماز— ان میں وہ بھی شامل تھے جو پو پھٹنے سے پہلے جنازے اٹھائے گلی سے گزرے تھے، چپ چپ، بوجھل بوجھل۔ اس وقت چہک چہک کر باتیں کر رہے تھے۔ گلی سے گزرتی بھیڑ میں وہ بھی شامل ہیں، جن کے ہاتھ انسانی خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ جو خون کے سوداگر ہیں اور انسانی کھوپڑیوں پر تخت اقتدار بچھاتے ہیں۔ اسکی نگاہیں بھیڑ کو چیرتی ہوئی دور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تک پھیلتی بکھرتی جا رہی تھیں۔ اسکی بُجھی بُجھی نگاہیں بھیڑ میں نجانے کیا تلاش کر رہی ہیں۔ کس کو ڈھونڈ رہی ہیں نگاہیں۔ کسی چہرے کو، کسی صورت کو یا کسی تصور کو——

''ٹک ٹک-ٹک ٹک''—— اس کے ذہن میں آریاں چلنے لگیں——

آسمان صاف اور روشن ہے۔ گلی میں دھوپ اٹھکھیلیاں کر رہی ہے اور ہجوم بڑھتا، پھیلتا اور بکھرتا جا رہا ہے۔ گلی میں وہی پہلے کی طرح چہل پہل ہے۔ وہی بہار کے دن ہیں اور وہی دامن کوہ۔ بس وہ نہیں —— اسکی ہچکی بندھ گئی۔

''ماں''——مُنا دوڑتے ہوئے اوپر آ کر اس سے لپٹ گیا۔

''کیا بیٹے''—— اسکی آواز جیسے پاتال سے ابھر رہی تھی۔

''میں عیدگاہ نہیں جاؤں گا—— نہ میرے کپڑے دھوئے، نہ میں نہایا''

''تم نہیں نہائے''—— کہتے ہوئے منے کو بھینچ لیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہہ نکلی۔ منے کو سینے سے چمٹایا۔ آنسو ٹپ ٹپ اسکے سر کے بالوں اور رخساروں میں جذب ہو رہے تھے۔ ماں اسے آنسوؤں سے نہا رہی تھی——

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

گدھے کی سرگزشت

(کرشن چندر سے معذرت کے ساتھ)

رامو دھوبی عام سے دنوں کی طرح ندی میں کپڑے دھو رہا تھا کہ اچانک پیر پھسل گیا۔ اس نے ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کی لیکن پانی کا تند و تیز اور سرکش ریلا اسے دبوچ کر بہا لے گیا۔

سانجھ سویرے گدھے پر کپڑے لاد کر بستی سے باہر ندی کنارے کپڑے دھونا، گیلے کپڑے درختوں کی ٹہنیوں اور جھاڑیوں پر سکھانا اور سورج ڈھلنے سے پہلے گھر لوٹ آنا، رامو کا روز کا معمول تھا۔

ایک دن ندی میں اچانک باڑھ آ گئی۔ رامو کے لیئے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ پہاڑی ندی میں چشم زدن میں پانی چڑھتا اور اترتا ہے۔ دور پہاڑوں پر بادل پھٹ جائے یا موسلا دھار بارش ہو جائے تو ندی میں یکایک سیلاب آ جاتا ہے۔ ندی جیسے بپھر جاتی ہے لگتا ہے کہ شاید سب کچھ بہا کر لیجائے گی لیکن تھوڑی ہی دیر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں ندی شانت ہو جاتی ہے جیسے دل کا سارا غبار دھل گیا ہو۔ جیسے صدیوں سے ندی کے سینے میں پک رہا لاوا بہہ چکا ہو یا جیسے ندی ہانپتے کانپتے ہوئے اب نڈھال ہو چکی ہو۔ رامو ندی کے مزاج سے پوری طرح باخبر تھا۔

لیکن آج ندی میں خلاف معمول پانی کا تیز ریلا آیا حالانکہ بادل گرجے تھے نہ بجلی چمکی تھی۔ شاید صدیوں سے منجمد کوئی گلیشر اچانک پگھل گیا ہو۔ وہ اپنی دھن میں مست کپڑے دھو رہا تھا کہ پانی کا تیز ریلا اس سے ٹکرایا۔ سنبھلنے کی کوشش میں پیر پھسل گیا اور پانی میں بہہ گیا۔

گدھا یہ دیکھ کر تلملایا اور ندی کے بپھرے تیور دیکھ کر تھرا گیا۔ رامو کے بال بچوں کا کیا ہوگا۔ رامو بال بچوں کو پالنے پوسنے کے لیے کتنی محنت کرتا تھا۔ اسے ایک ہی دھن سوار تھی کہ بیوی بچوں کو محفوظ گھر میسر ہو جس میں سکھ چین ہو۔ جہاں آدمی کسی ڈر اور کھٹکے کے بغیر رین بسیرا کر سکے۔ جہاں زندگی کی چہک، مہک اور دمک ہو۔ آشاؤں کے دیپ جل رہے ہوں۔ چادر چھن جانے اور دیواریں ڈھے جانے کا خطرہ نہ ہو اور گھر کے آنگن میں مرجھائے اور کمھلائے ہوئے پھول دوبارہ کھل اٹھیں۔ سوکھے پیڑ کے پتے نکل آئیں۔ گھر میں، آنگن میں سپنوں کی دھنک لہرائے۔ زنجیروں میں قید باد صبا آزاد ہو۔ نطق آزاد ہو۔ گھر کی حالت زار پر وہ اکثر آہیں بھرتا رہتا تھا۔ سینے میں درد کے پہاڑ لڑھکنے لگتے تھے لیکن وہ اپنے خوابوں میں رنگ بھرنے کے لیے نامساعد حالات سے نہ اکتا گیا، نہ جھنجھلایا۔ لیکن اب تیز ریلے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں اس کے ساتھ سارے خواب بہہ گئے۔

خواب بے رنگ ہو گئے تھے۔

گدھا جب بہتی آنکھوں کے ساتھ سر جھکائے بوجھل قدم اٹھائے آنگن میں داخل ہوا تو کربناک آوازیں نکال کر خاک میں لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ راموکے بیوی اور بچے بھی بین کرتے ہوئے آنگن میں نکلے اور سر پر خاک مل رہے تھے۔ خاک بسر بیوی بچے دھاڑیں مارتے مارتے بے سدھ پڑے رہے۔

گدھا راموکی خانہ بربادی پر بہت رویا اور گلے میں درخواست لٹکا کر امراء، وزرا اور دفتری بابوؤں کے پاس جا جا کر انہیں راموکے گھر کی حالت زار سے آگاہ کرتا رہا۔ گدھے کو ہر جگہ دھتکارا گیا۔ لاتیں اور لاٹھیاں مار مار کر بھگایا جاتا رہا۔ گدھے نے چپ چاپ ہر مار سہہ لی۔ اس کا انگ انگ زخموں سے چور تھا۔ زخموں میں پیپ پڑ گئی اور جسم مکھیوں کی آماجگاہ بنا تھا۔ لیکن راموا اور اسکی بیوی بچوں کا درد اسے گلے میں عرضی لٹکائے کبھی ایکس گریشیا محکمہ تو کبھی باز آبادکاری محکمہ اور کبھی ''ہیلنگ ٹچ'' محکمہ کے وزراء اور دفتری بابوؤں کی کوٹھیوں، بنگلوں اور دفاتر کی خاک چھاننے پر مجبور کرتا تھا۔ گدھے نے ٹھوکریں کھائیں، لاتیں کھائیں، لاٹھیاں کھائیں اور نڈھال ہو کر سڑک پر احتجاجاً لیٹ گیا۔

ادھر راموکے بیوی بچے بے سدھ پڑے تھے۔

فضا خاموش اور سوگوار تھی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک دن اچانک سڑکوں پر سونامی آئی جیسے ندی میں طغیانی آئی تھی۔ عوام کا ریلا تھا۔ تند وتیز، گونجتا گرجتا ہوا، پہاڑی ندی کی طرح۔ انسانی سروں کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آرہا تھا۔ ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی لہریں اٹھ اٹھ کر سورج، چاند اور آسمان چھونے لگیں تھیں۔ دلوں پر چھایا ہوا صدیوں کا غبار آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا تھا۔ اسکی تپش، حرارت اور تمازت سے برف جیسے جسموں میں منجمد خون ابلنے لگا۔ غلامی، افلاس اور استحصال کے سانپ کو پیروں تلے اس انداز سے رگڑا جارہا تھا کہ لگتا تھا ظالم سانپ ہمیشہ کے لیے کچل دیا جائے گا۔ جب سونامی تھم گئی۔ ریلا گزر چکا تو رامو کے بیوی بچے یہ دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے کہ سانپ اپنی جگہ بناتا ہوا بحفاظت نکل گیا تھا۔ اسکی جگہ سڑک پر پڑا بے سدھ گدھا کچلا جا چکا تھا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

ہوا کے زور سے جب کھڑکی کا پٹ کھل گیا تو بارش کا چھینٹا اندر آیا۔ پانی کی پھوار سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اپنے پلنگ کو جو کھڑکی کے پاس تھا ذرا ادھر کو سرکا دیا تا کہ بارش کے چھینٹے سے بستر بھیگ جانے سے بچ جائے۔

میں گھر میں اکیلا تھا۔ دفتر میں چھٹی تھی اس لیے دوبارہ پلنگ پر دراز ہوا تا کہ جی بھر کا نیند کا مزہ لے سکوں لیکن بادلوں کی خوفناک گھن گرج سے نیند کا مزہ کرکرا ہوا۔ کھڑکی سے جھانک کر باہر دیکھا۔ فضا میں بجلیاں کڑک رہی تھیں۔ کھڑکی کے باہر انار کے پیڑ کے پتے جھوم جھوم کر نہا رہے تھے۔ ہوا میں عجیب ریشمی، مخملی سی سراسراہٹ گھلی ہوئی تھی۔ دفعتاً گہری دھند چھا گئی۔ ہوا سے پانی کے قطرے جب بکھر کر کھڑکی میں لگے شیشوں سے ٹکراتے تھے تو جلترنگ سا بج اٹھتا۔ اس سہانے موسم میں تنہائی کے اذیت ناک احساس نے گھیر لیا۔ دل میں رہ رہ کر یہ خواہش

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کروٹیں لے رہی تھی کہ دھند کے پھیلے ریشمی آنچل سے لپٹ جاؤں۔ دھند دھیرے دھیرے میرے وجود میں اترنے لگی۔ کہ اچانک میرے فون کی گھنٹی بجی۔ بے دلی سے فون اٹھایا تو آنسوؤں میں بھیگی ہوئی اور پاتال کی گہرائیوں سے ابھرتی ہوئی نحیف آواز سنائی دی۔ ''ہائے میں لٹ گیا۔ میری ساری کائنات لٹ گئی''۔ آواز جانی پہچانی تھی۔ میرا دل دھک سے رہ گیا۔ ''خدا خیر کرے''۔ میرے منہ سے نکلا——

لرزتی آواز کے سائے پھر لہرانے لگے۔۔''لالہ تھوڑی دیر پہلے چل بسے۔ میں کتنا بدقسمت ہوں جیتے جی باپ کے جنازے کو کندھا بھی نہیں دے سکتا'' —— یہ سن کر مجھ پر بجلی سی گر پڑی۔ سارا جسم سن ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب سکتے کی اس کیفیت سے باہر آیا تو نگاہوں میں لالہ کی تصویر پھرنے لگی——

لالہ کو میں نے صرف ایک بار دیکھا تھا۔ وہ صوفی منش تھے۔ ہمیشہ چپ چاپ اور گم صم رہنے والے۔ بظاہر پرسکون نظر آتے تھے لیکن اندر سے پرسکون اور شانت نہیں تھے۔ ان کے اندر کی دیواریں یکے بعد دیگرے گرتی جارہی تھیں اور دل وجگر سے دھواں سا اٹھ رہا تھا لیکن انکی گرتی دیواروں کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی تھی۔ انہوں نے چہرے کی جھریوں اور بے نور ہوتی ہوئی آنکھوں پر لطیف مسکراہٹ کی چلمن اوڑھ رکھی تھی۔ لالہ سے پہلی ملاقات میں ہی معلوم ہوا کہ وہ اندر سے ٹوٹ کر بکھر چکے ہیں۔ ان کا دل ایک قبرستان کی مانند تھا جسمیں باپ کی شفقت اور لخت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جگر کی محبت کے علاوہ ان کے نجانے کتنے خوابوں، آرزوں اور ارمانوں کی قبریں تھیں۔ لالہ زندگی کا ہر پل اسی قبرستان میں گزارتے تھے۔ دن رات انہی قبروں کا طواف کرتے تھے اور ہر قبر کے سرہانے دوزانو بیٹھ کر پہروں نجانے کیا سوچتے رہتے تھے اور جب اٹھنے لگتے تو ان کا شکست خوردہ احساس رفاقت انسوؤں کے پھول ان قبروں پر نچھاور کرتا تھا——

''لالہ! ماضی کے اس قبرستان سے آپ باہر کب نکلیں گے''۔ ایک دن میں نے استفسار کیا

''جب میری آنکھوں کا نور گھر لوٹ آئے گا''—— لالہ نے مختصر سا جواب دیا اور خلاؤں میں گھورتے رہے۔

لالہ نے اپنی زندگی میں اکہتر بہاروں کو خزان میں تبدیل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لالہ کی زندگی میں اسوقت ہمیشہ کے لیے خزان چھا گئی جب ان کا اکلوتہ بیٹا اچانک گھر سے غائب ہو کر جوانوں کے اس قافلۂ سخت جاں میں شامل ہوا، جس نے تیر وتفنگ اور سنگینوں کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ قافلے میں شامل یہ نوجوان کتنی اذیتیں اور مصیبتیں جھیل چکے۔ ان کے سامنے کچھ خواب تھے۔ خوابوں میں رنگ بھرنے اور تصورات کو حقیقت میں بدلنے کے لیے وہ دشت وصحرا میں گھومتے رہے راتوں کو جاگتے رہے۔ سردی سے ٹھٹھرتے رہے۔ کئی کئی دن بھوکے پیاسے رہے۔ لالہ کا نور چشم بھی خوابوں کے پتنگ لہراتے ہوئے اسی قافلہ کے ساتھ جاملا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

انجانی راہوں کا مسافر بنا۔ یہ کڑے کوسوں کا سفر تھا۔ دوران سفر بگولے اٹھتے اور بکھرتے رہے۔ آندھیوں کے جھکڑ چلے۔ بجلیاں گرتی رہیں۔ نشیمن خاکستر ہوئے——

لالہ سورج طلوع ہوتے ہی شام ڈھلے تک گھر کی چوکھٹ پر بیٹھے رہتے تھے کہ شاید بیٹا لوٹ کر آئے۔

اس کے بغیر لالہ کا اس دنیا میں اور کوئی نہیں تھا۔ لالہ نے بیٹے کو والدہ کی وفات کے بعد شفیق باپ کی طرح پالا پوسا تھا۔ اپنے بیٹے کے لیے اپنے اندر ماں کی ممتا، باپ کی شفقت، بھائی کی محبت اور بہن کا پیار سمیٹے ہوئے تھا۔ لالہ اپنے بیٹے کے لیے باپ بھی تھا اور ماں بھی۔ بہن بھی اور بھائی بھی۔ نور نظر جب جواں ہوا تو لالہ بڑھاپے کے سنگلاخ صحرا میں قدم رکھ چکا تھا بیٹے کے قافلۂ سخت جان میں شریک ہونے سے لالہ بڑھاپے کے بے آب و گیاہ صحرا میں تنہا تھا۔ فضا پر افسردگی کا گہرا سناٹا چھاتا جا رہا تھا جو لالہ کے رگ و پے میں سما کر دھیرے دھیرے دھڑکتا رہتا تھا۔ گھر کی چوکھٹ پر بیٹھے بیٹھے کوئی آہٹ سی سنائی دیتی تو لالہ چونک پڑے۔ لگتا تھا کہ شاید نور چشم آ رہا ہے۔ دور تک نظر دوڑاتے۔ نظریں مایوس ہو کر پلٹ آتی تھیں۔ لالہ اندھیرے اجالوں میں جھانکتے رہتے تھے۔ دیواروں سے باتیں کرتے تھے۔ ہواؤں سے سرگوشیاں کرتے تھے نور چشم کے بارے میں پوچھتے تھے۔ لالہ کی آنکھوں میں کبھی سپنوں کی چمک عود کر آتی اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کبھی آنکھیں بے خواب ہوتی تھیں--- انتظار نے جب طول کھینچا تو لالہ کی پلکیں بوجھل ہوکر ہمیشہ کے لیے جھک گئیں۔ سپنوں کو بند آنکھوں میں سجا کر خاموش ہو گئے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خوابوں کے مقتل

قبر سے لاش پھر پراسرار طور پر باہر آئی جس سے نہ صرف سرحد کے دونوں جانب مسلع پہریداروں کا ماتھا ٹھنکا بلکہ پوری بستی میں ہیجان اور اضطراب پیدا ہوا۔لاش کئی بار دفنائی گئی تھی لیکن ہر بار قبر سے باہر آ کر دفنانے والوں کا منہ چڑھاتی رہی۔سرحد کے دونوں جانب لاش اوندھی پڑی دیکھ کر بستی والے بھی چیخ اٹھے مظاہرے ہوئے تھے تڑتڑ گولیاں چلنے سے فضائیں تھرتھرائیں اور پھر بستی پر گونجتا گرجتا سناٹا طاری ہوا۔آواز، روشنی اور نقل وحرکت پر پابندی عائد کردی گئی تھی۔

سرحد پر اوندھی پڑی لاش فضلو چاچا کی تھی۔

فضلو چاچا بستی والوں کی عقیدت ومحبت کا مرکز تھا۔وہ سادگی، خلوص اور محبت ومروت کا مجسمہ تھا۔وہ جب بستی کے گلی کوچوں سے گزرتا تو لگتا تھا قافلہ ہائے رنگ وبو گزر رہا ہے۔جب اسکی نگاہیں اٹھتیں تو یوں لگتا جیسے عقیدتوں کے سینکڑوں چراغ جل اٹھے۔اسے دیکھ کر راہ چلتے لوگ رک جاتے اور فضلو چاچا ڈھیر ساری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دعاؤں سے انکے دامن بھر دیتا۔ خواتین بچوں کو گود میں لیے ایک طرف گھڑی ہو جاتیں۔

''چاچا۔ بچہ رات بھر نہیں سویا۔ ذرا دم کیجئے''۔ خواتین سراپا التجا ہوتیں سکولی بچے، طلبا و طالبات بھی بستہ اٹھائے قطار میں کھڑے ہوتے اور فضلو چاچا سبھوں کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے کامیابی اور سلامتی کی دعائیں دیتے تھے اگر فضلو چاچا کسی دن بستی میں نظر نہیں آتے تو گلیاں ویران اور سونی سونی لگتی تھیں۔ پیڑ، پودے، پھول بے برگ و بار اور بے رنگ محسوس ہوتے تھے جیسے بستی سے ساری برکتیں اٹھ گئی ہوں۔ رعنائیاں اور شادابیاں ماند پڑ گئی ہوں۔

فضلو چاچا کے ساتھ بستی کے تمام مرد و زن اور چھوٹے بڑے سبھی گہرا انس رکھتے تھے۔ حالانکہ اسکی دنیا گھر سے اپنے کھیتوں تک محدود تھی۔ بستی سے باہر کبھی نکلے نہیں۔ پو پھٹتے ہی جب پھول اوس میں نہا رہے ہوتے، کلیوں کے لب و رخسار پر شبنم کے قطرے جھلملاتے نظر آتے تھے اور فضاؤں میں پرندوں کی چہچہاہٹ ہوتی تھی تو فضلو چاچا انہی عطر بیز اور نغمہ ریز فضاؤں میں گھر سے نکل کر کھیتوں کی راہ لیتے تھے سب کچھ دھلا دھلا، اجلا اجلا اور نکھرا نکھرا سا دکھائی دیتا تھا۔ باد صبا کے جھونکے درختوں کے پتوں کو چھو کر گزرتے تو فضا میں جلترنگ سا بجتا سنائی دیتا تھا۔ فضلو چاچا کندھے پر کدال اور بیلچہ اٹھائے بستی کے گلی کوچوں سے گزر کر کھیتوں میں جا پہنچتے تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

فضلو چاچا کا یہ روز کا معمول تھا۔ ہاڑھ جیٹھ کی چلچلاتی دھوپ ہو، ساون بھادون کی گھٹائیں برستی ہوں یا پوہ ماگھ کی کڑاکے کی سردی ہو، فضلو چاچا موسم اور رتوں کے بدلتے مزاج سے بے نیاز کھیت کی منڈ پر پر پہروں گم صم بیٹھے رہتے تھے۔

''چاچا!'' ۔کبھی کبھی بستی والے پوچھتے تھے۔''اسوقت نہ بوائی کا وقت ہے نہ فصل کاٹنے کا۔ آپ دن بھر کھیتوں میں جا کر کیا کرتے ہیں؟'' وہ زیر لب مسکراتے ہوئے جواب دیتے تھے۔

''پترو جسطرح بچہ ماں کی گود سے الگ نہیں رہ سکتا اسی طرح میں بھی اپنے کھیتوں سے دور نہیں رہ سکتا۔ کھیت میرے بچے ہیں۔ اور یکے بعد دیگرے انہیں پتہ نہیں کون اور کیوں اچک کر لیجاتا ہے......''

فضلو چاچا کے جواب پر وہ چپ ہو کر ٹھنڈی آئیں بھرتے تھے کیونکہ چاچا کے خون پسینے سے سینچے اور نہلائے ہوئے بچے قتل کیے جاتے رہے۔ بستی والے قتل پر آہ و بکا تو کرتے تھے لیکن ان بچوں کو قتل ہونے سے بچا نہیں سکے۔ وہ بے بسی سے سب کچھ دیکھ سکتے لیکن زبان نہیں کھول سکتے تھے۔ جس کسی نے زبان کھولی، اسکے ہونٹ آہنی زنجیروں سے سی دیے گئے۔ کسی نے آواز بلند کی تو وہ بستی کے گرد پہاڑوں سے سر پٹخ کر فضاؤں میں معدوم ہو کر رہ جاتی تھی۔ پہاڑوں سے گھری بستی سے باہر وہ آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی تھی۔ لیکن فضلو چاچا نے ہمت نہیں ہاری۔ وہ ہر سال بہار آنے، پھول کھلنے، فصل تیار ہونے اور کھیت لہلہانے کی امید باندھے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رہتے تھے وہ بستی والوں سے کہتا تھا۔ کہر آلود جاڑا جب دامن جھاڑ دے تو بے لباس درخت پھول، پتوں اور پھلوں سے لد جائیں گے۔ ندی نالوں میں زندگی گنگناتی رواں دواں نظر آئے گی۔ اپنی زمین کھیت اور بستی فطرت کی ساری سندرتا سمیٹے ہوگی لیکن پھول کھلنے، تاروں کے مسکرانے اور زندگی کے گنگنانے کے خواب ہمیشہ بکھرتے رہے۔

ہر بار یہی ہوا کہ فضلو چاچا کے کھیتوں میں فصل لہلہا اٹھتی تھی تو پکنے سے پہلے ہی کھیتوں میں آگ بھڑک اٹھتی کبھی وہ کھیتوں میں بیج بوتے تھے جب ننھے شگوفے پھوٹ نکلتے تو اسکے کھیتوں میں کوئی آکر ہل چلاتا تھا۔ فصل کو پکنے اور تیار ہونے کا کبھی موقعہ ہی نہیں دیا گیا۔ فضلو چاچا کے کھیت عین سرحد کے قریب تھے۔ کبھی ایسا ہوا کہ فصل پک چکی تو سرحد کے آر پار مسلح پہریداروں کے بندوقوں کے دہانے کھل کر آگ برسانا شروع کر دیتے تھے۔ فصل جل کر تباہ ہوجاتی اور لہلہاتے شاداب کھیتوں کی دوشیزگی بھی پامال ہوکر رہ جاتی تھی۔ چاچا کی فصلوں اور کھیتوں کی بربادی پر بستی والے بھی تلملا اٹھتے سبھی حیران تھے کہ چاچا کے کھیتوں میں کون بار بار ہل چلاتا ہے۔ آخر اسکی کسی کے ساتھ دشمنی بھی نہیں۔ اپنے کھیتوں سے نگاہ ہٹا کر اجنبی زمینوں اور کھیتوں کی طرف کبھی دیکھا بھی نہیں۔ رقابت، مسابقت اور غلبہ و تسلط کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ دوسرے کی ایک انچ زمین بھی ہڑپ کرنے کا خیال تک نہیں آیا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بستی والے کھیتوں کو بار بار اجڑتے دیکھ کر کہتے تھے۔

''چاچا۔ ہم اپنی زمینوں سے دستبردار ہوئے۔ آپ کیوں جان کھپاتے ہیں چھوڑو اس لاحاصل مشقت کو''۔

چاچا ماتھے سے پسینہ پونچھتے، سانس درست کرتے اور اپنی لمبی سفید داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یوں مخاطب ہوتے تھے۔

''پترو اگر میں بھی دستبردار ہو جاؤں تو پھر دیکھنا بستی کا کیا رنگ ڈھنگ ہوگا۔ دریاؤں کے رخ بدل جائیں گے۔ پھول بے رنگ ہوں گے۔ پیڑ بے ثمر ہوں گے اپنی مٹی کی بھینی بھینی اور سوندھی سوندھی خوشبو کو ترس جاؤ گے۔ ٹھنڈے سایوں کی تلاش میں بھٹکتے رہو گے۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا..........''

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فضلو چاچا کی کمر ٹیڑھی ہوگئی۔ آنکھوں کی بینائی کمزور پڑ گئی ایک دن لاٹھی ٹیکتے ہوئے اور جھکی جھکی کمر کا بوجھ سہتے ہوئے جب کھیتوں میں پہنچے تو یہ دیکھ کر چکرا گئے کہ سرحد کے دونوں طرف مسلح پہریدار اسکے کھیتوں میں گھس آئے تھے جنہوں نے گہری خندقیں کھودی تھیں اور مضبوط مورچے قائم کئے تھے اور ان کے درمیان چاچا کی تھوڑی سی زمین باقی رہی تھی جس میں ٹانگیں سکیڑ کر بیٹھ تو سکتا لیکن ٹانگیں پھیلا کر بیٹھنے کی گنجائش نہیں تھی۔ چاچا جب قدم بڑھانے لگا تو تھراتے ہاتھوں کی لاٹھی پر گرفت کمزور پڑ گئی دھپ سے زمین پر گر پڑے اور آنکھیں موند لیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مسلع محافظوں نے قبر کھود کر لاش سپرد خاک کر دی جو برسوں گزرنے کے بعد بھی آسودۂ خاک نہیں ہوئی۔ بار بار دفنانے پر قبر سے باہر آ کر پہریداروں کا منہ چڑھاتی رہی..........

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خواب جاگتے ہیں

میں جب اپنی بستی چھوڑ کر بیوی بچوں کے ساتھ نئے شہر میں مقیم ہوا تو شروع میں اپنے گھر، آنگن اور بستی کی یادیں بہت ستاتی رہیں۔ گرمیوں کی دوپہر میں جب لو چلتی تھی تو بستی کے چناروں کی ٹھنڈی چھاؤں رہ رہ کر یاد آتی تھی۔ شام کے ملگجے اندھیروں میں وہ تاروں بھرا آسمان یاد آنے لگتا جو بستی کے اوپر سائبان کی طرح تنا ہوا تھا۔ ہرے بھرے میدانوں کی دوشیزگی سے آنکھوں میں رنگ اور نور سا بھر جاتا تھا۔ شفاف ندی کی روانی اور جھر جھر بہتے آبشاروں کی گنگناہٹ کانوں میں رس گھولتی تھی۔ شہر کی فضا کتنی گرد آلود اور دھواں دھواں سی ہے۔ پپیہے کی چہچہاہٹ سننے کو کان ترستے ہیں۔ ٹھنڈے میٹھے چشموں کے پانی کے ذائقہ کے لیے ہونٹ ترستے ہیں۔ شہر کے دریاؤں کا پانی کتنا گدلا ہے۔ فضاؤں میں صرف گدھ منڈلاتے ہیں۔ شروع شروع میں بڑی وحشت ہوئی اور ہر سمے پنچھی کی طرح اڑان بھر کر اپنی بستی میں پہنچنے کی دھن سوار رہتی تھی۔ پھر دھیرے دھیرے شہر کی فضا اور زندگی سے مانوس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوا۔ زندگی کی مصروفیات اور ضروریات اتنی بڑھ گئیں کہ میں خود سے بھی دور ہوتا گیا۔ اپنی بستی کا خیال ذہن سے اتر گیا۔ اس امانت کو بھی بھول گیا جو بستی چھوڑتے وقت لالہ نے میرے سپرد کی تھی۔

لالہ عرصہ دراز سے منوں مٹی کے نیچے خوابیدہ ہے اپنے خوابوں، امنگوں اور آرزؤں کے ساتھ۔ میں نے جب ہوش سنبھالا تو لالہ کو بستی میں سبھوں کا مرکز آرزو پایا۔ وہ جیسے کوئی قلعہ تھا جس کے اندر بستی والے خود کو محفوظ سمجھتے تھے۔ لالہ جب تاروں کی چھاؤں میں گھر سے نکل کر مسجد کی طرف ''ہواللہ'' کا نعرۂ مستانہ بلند کرتے ہوئے نکلتے تھے تو کہر آلود بستی پر چھایا ہوا سناٹا بھی بول پڑتا۔ جب مسجد کے مناروں سے لالہ کی اذان فجر گونج اٹھتی تو اندھیرے کپکپانے لگتے اور بستی چشم زدن میں سپیدہ سحر کی بانہوں میں جھولتی نظر آتی تھی۔ بستی میں ہر وقت لالہ کی اندھیروں کو چیرتی، سناٹوں کو توڑتی اور فضاوں کو وجد میں لاتی جادوئی آواز گونجتی گرجتی رہتی تھی۔

مجھے لالہ کے ساتھ بے حد انس تھا۔ لالہ کو بھی بستی اور بستی والوں کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ جب شام کے لمبے گھنے سائے پھیلنے لگتے تو لالہ بستی کی گلیوں کے نکڑوں پر چراغ روشن کرتے تھے تا کہ راہ گیروں اور مسافروں کو راستہ سجھائی دے اور کوئی جنگلی کتا کسی راہ گیر کو چیر پھاڑ کر نہ رکھ دے حالانکہ ان دنوں بستی میں اس طرح کا کوئی کھٹکا نہیں تھا۔ ان دنوں بستی میں وحشی اور خونخوار جانور کھلے نہیں پھرتے تھے۔ کوئی جنگلی کتا بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بھیڑیئے دندناتے گھومتے پھرتے نظر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

نہیں آتے تھے۔ بستی میں امن وسکون تھا کہ اچانک تیز آندھی آئی۔ طوفانی جھکڑ چلے جس سے مکانوں کی چھتیں اڑنے لگیں۔ سروں سے چادریں اتر گئیں۔ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ گلیوں میں روشن چراغ بجھ گئے۔ جب ماؤں نے بجھتے چراغوں کو اپنے آنچلوں کے نیچے چھپانے کی کوشش کی تو کتنے ہی آنچلوں نے آگ پکڑ لی اور جسم بھسم ہو کر رہ گئے۔ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں جب آندھی کا زور بڑھنے لگا تو لالہ گھر سے باہر نکل کر آندھیوں کے آگے ڈٹ گئے اور فضا۔ میں ہاتھ لہراتے ہوئے پوری قوت سے چلاتے رہے کہ آندھیوں تمہارا یہ راستہ نہیں۔ لوگ سہم کر گھروں کے اندر دبکے پڑے تھے۔ تیز جھکڑ چلنے سے بہت سے مکان ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ لالہ کی للکار سے حوصلہ پا کر جو لوگ گھروں سے باہر آئے وہ آندھی کے زور سے تنکوں کی طرح بکھر کر اندھیروں میں غائب ہو گئے۔ بستی پر آندھی اور اندھیرے کی حکمرانی مسلط ہو گئی۔

آندھی ذرا تھم گئی لیکن اندھیروں کے گھنے سیاہ بادل کافی نیچے آئے۔ دن کب نکلا، رات کب آئی، اس کا پتا ہی نہیں چلتا تھا۔ اس صورتحال سے گھبرا کر محلوں کے محلے خالی ہونے لگے۔ لالہ دیوانہ وار ہر دروازے پر دستک دے کر بستی والوں کو صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمت باندھتے رہے۔ وہ بستی چھوڑنے والوں کے سامنے کھڑا ہو کر چلا چلا کر کہتے تھے کہ یہ بستی، یہ گلیاں، دریا، دشت و کہسار ہمارے ہیں۔ بستی سے نکل کر بحر ظلمات میں غرق ہو جاؤ گے۔ لیکن سہمے ہوئے لوگ لالہ سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آنکھیں چرا کر بستی سے کوچ کرتے رہے۔ بیشتر گھروں کے دروازوں پر بھاری وزنی تالے چڑھے۔ گلیوں میں اور گھروں میں خوف کے سائے لمبے ہوگئے۔

بستی خالی ہوتے دیکھ کر میرے بیوی بچے ہر لمحہ سہمے سہمے نظر آتے تھے۔ ان کے اصرار پر میں نے بھی بستی چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا لیکن بستی سے نکلنا اب آسان نہیں تھا۔ ہر طرف خطرات درپیش تھے۔ بستی سے کیسے نکل جائیں، اس پر بیوی بچوں کے ساتھ سرگوشی کے انداز میں مشورہ کر رہا تھا کہ اچانک گھر کے آنگن سے لالہ کی آواز سنائی دی۔ میں نے دروازے کی کنڈی کھول دی تو لالہ اندر آئے......ان کا سارا جسم لہولہان تھا۔ وہ بجھے بجھے سے نظر آرہے تھے۔ ''لالہ آپکے جسم پہ زخم کیسے؟ میں نے پوچھا — لالہ نے کہا — ''گھر سے نکل کر جب تمہارے یہاں آرہا تھا تو گلی کے دائیں بائیں درختوں کی شاخیں نیزہ بنکر جسم میں چھبنے لگیں۔ سمجھ میں نہیں آتا یہ سب کیا ہو رہا ہے''۔

لالہ کے جواب سے حوصلہ پا کر میں نے دل کی بات زبان پر لائی۔ ''لالہ ہم نے بھی بستی چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ بھی بستی سے نکل جائیں یہاں رہنا انتہائی پر خطر ہے۔ بستی کو وحشی جانوروں نے اپنی آماجگاہ بنایا ہے'' - لالہ نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا - ''تم بستی سے نکلنا چاہو تو میں روک نہیں سکتا۔ لیکن میں ہرگز بستی نہیں چھوڑوں گا۔ میں زندگی بھر اندھیروں سے خائف نہیں ہوا بلکہ اندھیروں کے خلاف ہمیشہ جنگ کی۔ جنگ کی کیفیت میرے ہر حال سے ظاہر ہوتی رہی۔ میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

فرار اختیار نہیں کرسکتا'' --لالہ کے عزم نے مجھے لاجواب کردیا۔ لالہ کچھ دیر خلاؤں میں گھورتے رہے اور پھر خاموشی توڑتے ہوئے کہنے لگے- ''میں نے عمر بھر جس شے کو عزیز رکھا، اسے امانت کے طور پر تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ میری امانت کی حفاظت کرنا- بولو اسکی حفاظت کرو گے- اگر کرسکو تو وعدہ کرلو............''

''لالہ میں اپنی جان سے بڑھکر آپکی امانت کی حفاظت کروں گا۔ میں نے یقین دلایا۔ لالہ کا چہرہ خوشی سے تمتمانے لگا۔ انہوں نے اپنے کوٹ کے اندر کی جیب سے کاغذ میں لپٹی اور دھاگوں سے بندھی کوئی چیز میرے سپرد کرتے ہوئے کہا۔'' یہ رہی میری امانت''۔ میں نے اسے اپنی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔'' لالہ رات کے وقت ہم بستی سے نکلنے کی کوشش کریں گے''۔ لالہ سلامتی کی دعائیں دیتے ہوئے ہمارے گھر سے نکل کر جب گلی سے گزر رہے تھے تو گلی جیسے آتش فشاں کی طرف پھٹ بڑی۔ زوردار دھماکہ ہوا اور شعلے سے بلند ہوئے۔ لالہ کے جسم کے ٹکڑے دور تک بکھر گئے۔

ہم رات بھر سسکیاں بھرتے رہے۔ اور موقعہ دیکھ کر چھپتے چھپاتے بستی سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ اور نئے شہر میں آ کر کچھ مدت کے بعد زندگی کے بکھیڑوں میں اس قدر الجھ گئے کہ بستی تو بستی، اپنی ہستی بھی بھول گئے۔

آج جب بڑی مدت کے بعد لالہ یاد آئے تو انکی امانت بھی یاد آئی جو بڑی تلاش کے بعد گھر میں ردی کے ڈھیرے ملی۔ کاغذ میں لپٹی اور دھاگوں سے بندھی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوئی۔ میں نے دھاگہ توڑتے ہوئے جب کاغذ اتار دیا تو اندر سے ایک چھوٹی سی شیشی برآمد ہوئی جو مٹی سے بھری ہوئی تھی۔ شیشی کا ڈھکن اتار دیا تو اس سے اپنی بستی کی مٹی کی بھینی بھینی اور سوندھی سوندھی خوشبو کی لپٹیں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ خوشبو شیشی سے نکل کر سارے گھر میں پھیل گئی۔ میرے بیوی بچے گرتے پڑے اور بھاگتے ہوئے میری جانب بڑھنے لگے۔ بڑی مدت کے بعد بستی کی ہواؤں، فضاؤں اور مٹی کی مہک پاکر سب دیوانہ سا ہو رہے تھے۔ میرے بیٹے نے شیشی میرے ہاتھ سے چھین کر اپنی جیب میں ڈال دی اور میرا شکست خوردہ احساس رفاقت آنسوؤں کے چند قطروں کی صورت میں ڈھل گیا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

قصہ حیرت آباد کا

میں حیرت آباد کا باسی ہوں۔ جہاں میں نجانے کتنے یگوں سے اجنبی کی طرح رہ رہا ہوں۔ بستی والے مجھ سے کھچے کھچے سے رہتے ہیں۔ میری حالت اس اچھوت کی ہے جو برہمن آباد میں تنہا زندگی کی سزا بھگت رہا ہو، ٹھنڈے میٹھے پانیوں کے ذائقے کو ترستا ہو جو خوابوں خیالوں میں دیوی کے درشن تو کر سکتا ہے لیکن دیوی کا مجسمہ تراش کر اسے چھو نہیں سکتا۔ اپنے خوابوں میں رنگ نہیں بھر سکتا، اپنے تصور کو تصویر میں نہیں اتار سکتا۔ اس کے خواب، آرزویں، تمنائیں اور تصورات پابہ زنجیر ہوتے ہیں۔ حیرت آباد کی بستی میں میرا بھی یہی حال ہے۔ میرے خواب اور آرزوئیں پابجولاں ہیں جسم زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے۔ آپ سوچتے ہوں گے کہ شاید میں نے کسی گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا ہے جسکی سزا کاٹ رہا ہوں۔ میں کوئی مجرم اور قاتل نہیں۔ بستی والے میری لب کشائی پر مجھ سے نالاں اور بے زار ہیں۔ حیرت آباد کی یہ پرانی ریت ہے کہ نگاہیں جھکی جھکی ہوں اور ہونٹ سلے ہوئے حیرت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آباد میں ہرن کی طرح زقندیں نہیں بھری جاسکتی۔ یہاں کچھوے کی چال پسند کیجاتی ہے۔ زمین سے لپٹ کر اور چمٹ کر رینگنے کو پسندیدہ فعل سمجھا جاتا ہے۔ شاہین کی طرح اڑان بھرنا فعل قبیح گردانا جاتا ہے۔ میری خطا یہ ہے کہ ایک دن حیرت آباد کی زندگی کے رنگ ڈھنگ سے اکتا کر لب کشا ہوا۔

''بستی والو—— جوہڑ میں پانی جامد وساکت ہو کر رہے تو بدبو اور سڑاند پھیلتی ہے۔ بہتے پانی کے آگے بند باندھنا فطرت کے خلاف ہے۔ صبا، خوشبو، چاند، تارے سب آزاد ہیں۔ حیرت آباد میں اونچی اونچی دیواریں کیوں؟ یہاں ہوائیں بھی مقید ہیں۔ یہاں کوئل نہیں کوکتی، پپیہے نہیں چہکتے، بھونرے نہیں گنگناتے۔ ہر طرف فضا میں کالے کوے کائیں کائیں کرتے ہیں——

میری لب کشائی پر بستی والوں نے مجھے گھور گھور کر دیکھا منہ بنا کر رخ پھیر لیا اور مجھ پر حقارتوں کے ترکش خالی کر دیے۔ میں حیران تھا کہ بستی والوں کو اتنا طیش کیوں آیا۔ کیا ان کے کان کائیں کائیں کے بغیر کوئی دوسری آواز نہیں سن سکتے۔ کیا یہ آوازوں کے حسن سے ناآشنا ہیں حالانکہ حیرت آباد کے اطراف واکناف میں فطرت اپنی تمام تر سندرتا کے ساتھ باہیں پھیلائے نظر آتی ہے۔ کیا یہاں کے باسیوں کو حسن کی شادابیاں اور رعنائیاں دکھائی نہیں دیتی ہیں؟ زنجیروں میں قید صبا نظر نہیں آتی۔ ان کے لب نہیں ہلتے۔ جھکی جھکی نگاہ اوپر نہیں اٹھتی۔

میری لب کشائی کو حیرت آباد کے باسیوں نے بغاوت قرار دیا اور مجھے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

باغی کہہ کر گلیوں میں گھسیٹتے ہوئے سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا۔ میں زنداں میں رہ کر حیرت آباد کے بارے میں سوچ سوچ کر ہلکان ہوا جا رہا تھا۔ جہاں زمین جب پیاسی ہوتی تھی تو اسے سیراب کرنے کے لیے گھٹا تو چھا جاتی تھی اور لگتا تھا کہ اب کے گھٹا جھم جھم برسے گی لیکن ہر بار بن برسے ہی گہری کھائیوں اور کالی اندھیری گھاٹیوں میں سما کر نگاہوں سے اوجھل ہوتی رہی۔ زنداں میں رہتے ہوئے جب کافی عرصہ گزر گیا تو اچانک روزن زنداں بھی بجھ گئے۔ کیونکہ حیرت آباد میں تاریکی کے گھنے اور گہرے سائے پھیل گئے اس لیے روزن سے ہلکی ملگجی سی روشنی بھی نظر نہیں آتی تھی۔

پانی میں روانی نہ رہنے اور جوہڑ کی صورت اختیار کرنے سے باہر انتہائی تیز بدبو اور سڑاند پھیلی ہوئی تھی۔ میں زنداں کی جس کوٹھری میں تھا، وہ روشن دان سے آنے والی ہوا کی وجہ سے بدبو سے بھر گئی۔

اندھیرا — بدبو — سناٹا۔

حیرت آباد کے باسیوں کو جینا دوبھر محسوس ہوا۔ تاریکی سے اُکتا گئے۔ سڑاند سے جی متلانے لگا۔ جلتی اور جھلستی ہوئی زمین میں دراڑیں پیدا ہوئیں اور دفن شدہ خواب، آرزویں، امنگیں ان دراڑوں سے جھانکتے اور سر ابھارتے ہوئے باہر آئے تو حیرت آباد کے وہ باسی بھی کلبلانے لگے جو حرکت و حرارت سے بالکل عاری تھے۔ سلے سلے ہونٹ کھل گئے۔ اندھیرے کے خول ٹوٹنے لگے — میں جب

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زنداں کی دیواریں توڑ کر باہر آیا تو اسوقت حیرت آباد کی فضائیں آتشیں نغموں سے معمور تھیں ـــــ

''ہم برف کے اونچے پہاڑوں سے اتر کر آئے ہیں ـــــ
ہم خون کے دریا سے گزر کر یہاں تک آئے ہیں ـــــ''

حیرت آباد کے باسیوں نے پہلی بار مجھے سر آنکھوں پر بٹھایا۔ انہوں نے ہر ایک سے منہ موڑ کر میری طرف رخ کیا لیکن آستین میں چھپائے بتوں کو خود سے الگ نہیں کیا۔ چنانچہ فضاؤں میں گونج رہے نغموں کی لے جب دھیمی پڑنے لگی تو حیرت آباد کے باسی مجھے زندان میں ڈال کر پھر سے تاریکی کے خول میں سمٹ گئے ـــــ

اس خول کو توڑنے کے لیے اب اور کتنا لہو چاہیے ـــــ؟
وقت نے گواہی کے لیے شہیدوں کو آواز دی ـــــ

تو ہر طرف سے لبیک، لبیک کا نعرہ گونج اٹھا تھا ـــــ شمع صبح وطن کے پروانے نجانے کن گلی کوچوں سے نکل آئے۔ وہ اندھیروں کو پھاند کر اور دیواروں کو توڑ کر دیوانہ وار آئے۔ وہ دلوں کی دھڑکن اور ہونٹوں پر مچلتی دعا بن گئے۔

پھر یکایک فضا بدل گئی کیونکہ لاشوں کے سوداگر تاک میں بیٹھے تھے۔

''موم کی طرح جلتے رہے شہیدوں کے تن

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رات بھر جھلملاتی رہی شمع صبح وطن

رات کے جگمگاتے دہکتے بدن

صبح دم ایک دیوار غم بن گئے

خار زار الم بن گئے ——

کچھ اماماں صد مکر و فن

اک کمیں گاہ سے

پھینک کر اپنی نوک زباں

خون نور سحر پی گئے ——"

میں حیرت آباد کا باسی، حیرت وحسرت کا مارا زنداں میں نئی صبح اور نئی سحر طلوع ہونے کے خواب بن رہا ہوں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سند باد جہازی کی ڈائری کے

چند اوراق

یہ سند باد جہازی کی ڈائری کے چند اوراق ہیں جو دیس بدیس پھرنے کے بعد اس شہر میں آن بسا۔ اس شہر کو بعد میں سیلاب بہالے گیا۔ تباہ شدہ شہر کا ملبہ جب ہٹایا جارہا تھا تو ملبے سے سند باد کی ڈائری کے چند اوراق ملے —

پہلا ورق:

یہ عجیب وغریب شہر ہے۔ اس نے پہلی ہی نظر میں میرا دل ایسا موہ لیا کہ میں نے دنیا جہاں سے رخ پھیر کر اسی شہر میں بسنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے اس طرح کا انوکھا اور نرالا شہر کہیں نہیں دیکھا۔ یہ بازیگروں، شعبدہ بازوں اور جادوگروں کا شہر ہے۔ طلسم سامری کے متعلق آجتک جو کچھ دیکھا، سنا اور پڑھا تھا وہ اس طلسماتی شہر کے آگے ہیچ معلوم ہوتا ہے۔

اس شہر کے بیچوں و بیچ ایک بڑی شاہراہ ہے جو شاہراہ ستم کہلاتی ہے۔ یہ شہر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کی قابل دید شاہرہ ہے۔اس شاہراہ پر خواجہ سگ پرست کی حکمرانی ہے اس لیے آدمی قید میں ہیں اور کُتے آزاد۔شاہراہ ستم کے ایک طرف آہنی پنجرہ ہے جس میں پیرو جوان قید ہیں۔قیدیوں میں ایک معمر بزرگ بھی ہے جو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گیا ہے۔اس کے سر کے بال اور ناخن بڑھ گئے ہیں۔ بیشتر قیدی پنجرے کے اندر ہی گھٹ گھٹ کر مرتے ہیں۔ جونہیں مرتے وہ مرنے کی دعا مانگتے ہیں۔پنجرے کے مقابل میں سونے اور چاندی کا ایک بڑا تخت بچھا ہوا ہے جس پر کُتا بیٹھا ہے۔ کتے کے گلے میں ہیرے جواہرات کا پٹا ہے۔تخت کے اردگرد سیاہ رنگت کے خدمتگار کھڑے رہتے ہیں۔کوئی سونے کا پنکھا جھلاتا ہے اور کوئی سونے کے رومال سے کتے کے پاؤں اور منہ صاف کرتا ہے۔بعض کتے کے آگے طلائی سرپوش سے ڈھکی لنگری میں کھانا رکھتے ہیں۔سونے کے برتن میں پانی رکھتے ہیں۔ کتا جب سیر ہو جاتا ہے تو اس لنگری کو آہنی پنجرے کے نزدیک لیکر خواجہ سگ پرست سے کنجی مانگ کر قفس کا قفل کھولتے ہیں۔

آہنی پنجرے میں بند انسانوں کو کتے کا جھوٹا کھانے پر مجبور کرتے ہیں۔ جو کھانے سے انکار کرتا ہے اسے کوڑے مارے جاتے ہیں۔

شاہراہ پر لوگوں کی بھیڑ جمع رہتی ہے جو تخت پر بیٹھے کتے کو ٹکٹکی باندھے تکتی رہتی ہے۔سونے کے برتنوں میں انوع واقسام کے پکوان دیکھ کر بھیڑ میں شامل افراد کے منہ سے رال ٹپکنے لگتی ہے اور ان کے اندر کتا بننے کی خواہش چوینٹیوں کی طرح

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رینگنے لگتی ہے۔ جب خواہش شدت اختیار کر لیتی ہے تو یکا یک انکی جون بدل جاتی ہے۔ جسم پر بال اگتے ہیں اور منہ سے بھوں بھوں کی آواز نکلتی ہے۔ ان کے گلے میں بھی سونے کا پٹا ڈال کر تخت پر بٹھایا جاتا ہے۔

دوسرا ورق:

شہر کی گلیاں اور کوچے ناگن کی طرح بل کھاتی اور پھن پھیلائے محسوس ہوتی ہیں۔ گلیوں میں تو عجیب وغریب مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ لوگ جب سودا سلف خریدنے کے لیے گھروں سے نکل کر گلی میں آتے ہیں تو کوئی جادوئی آواز گونجنے لگتی ہے۔ لوگ جادوئی آواز سنتے ہی سودا سلف پھینک کر مرغوں کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ گلی مرغوں سے بھر جاتی ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ان مرغوں کو جادوئی سانپ مینڈکوں کی طرح نگل جاتے ہیں۔ بعضوں کو جادوئی چیلیں چوزوں کی طرح اسطرح اچک لیتی ہیں کہ عقلِ حیران اور نظر دھنگ رہ جاتی ہے۔

تیسرا ورق:

بازاروں، ہوٹلوں، باغوں، دفتروں، تیوہاروں اور میلوں میں گھومنے پھرنے سے معلوم ہوا کہ یہ شہر بحث ومباحثے اور کٹھ پتلیوں کے کھیل کا بڑا رسیا ہے۔ شہر کے دانشور، طلباء، اساتذہ، کلرک، تاجر، مزدور اور ملا و مولوی بیشتر وقت کج بحثی کی نذر کرتے ہیں۔ گفتگو، بات چیت اور بحث کے لیے ہوٹلوں، ڈرائینگ روم اور پارٹی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دفاتر پر مذاکروں اور سیمناروں کا اہتمام کرتے ہیں اور لاحاصل بحث کرتے ہیں۔ دور کی کوڑی لاتے ہیں۔ اندھیرے میں تیر چلاتے ہیں اور ہوائی قلعے تعمیر کرتے ہیں۔ مرکز سے گریز اختیار کر کے لامرکزیت کی وکالت کرتے ہیں۔ کبھی ایک چیز کو اشو بناتے ہیں اور کبھی اسے نان اشو قرار دیتے ہیں۔ کبھی ہاتھ میں تلوار اٹھاتے ہیں اور کبھی بازوؤں میں چوڑیاں پہنتے ہیں۔ کبھی مشرق کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے ہیں تو کبھی جنوب کو قبلہ قرار دیتے ہیں۔ اپنے ہر عمل کو صحیح اور حق بجانب ثابت کرنے کے لیے لفظوں کے دریا بہاتے ہیں——

چوتھا ورق:

لاحاصل بات چیت کے علاوہ شہر کٹھ پتلیوں کے تماشے کا کا بڑا شوق رکھتا ہے۔ شہر کے وسط میں ایک بڑا اسٹیج ہے۔ جہاں ستلیوں سے آویزاں کٹھ پتلیاں نظر آتی ہیں۔ جو مختلف اوقات میں سٹیج پر اتاری جاتی ہیں یا سٹیج سے ہٹائی جاتی ہیں۔ تماشہ گر جب چاہتا ہے ایک ستلی اوپر کھینچ لیتا ہے اور دوسری کٹھ پتلی نیچے اتار دیتا ہے۔ شہر کے باسی کٹھ پتلیوں کا والہانہ استقبال کرتے ہیں۔ ان پر گلباری کرتے ہیں۔ سروں پر دستار فضیلت باندھتے ہیں اور کٹھ پتلیوں کے آگے پیچھے وحشیوں کی طرح رقص کرتے ہیں۔ وہ کٹھ پتلیوں کو اپنا ہیرو مانتے ہیں اور تماشہ گر کو ہر ہر گام پر جھک جھک کر سلام کرتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پانچواورق:

اس شہر کی یہ عجب ریت ہے کہ محسنوں اور مخلصوں کو دھتکارتی ہے، تختہ دار پر لٹکاتی ہے اور غداروں کی غداری کا جشن مناتی ہے۔ غداروں کے نام پر پل، اسٹیڈیم، اور ذبح خانے تعمیر کرتی ہے۔ موقف تبدیل کرنے والوں، نظر اور نظریے سے منہ موڑنے والوں، تاریک سرنگوں میں دھکیلنے والوں کے ناموں کی مالا جپتے ہیں —— اور بعد میں پشمیان ہوتے ہیں۔

کافی عرصہ یہاں گزارنے کے باوجود یہ سمجھنے سے قاصر رہا کہ اس طلسم کے پیچھے کون سا سامری، کاہن اور جادوگر بیٹھا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ پہاڑوں کے عقب میں رہتا ہے۔ یہاں صرف اس کے وفادار کارندے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ طلسم کے پیچھے زر خالص کارفرما ہے۔ کوئی کہتا ہے یہاں سب جادوگر اور شعبدہ باز ہیں---وللله اعلم بالصواب۔ البتہ یہ بات سمجھ میں ضرور آئی کہ یہاں ہر شخص خود اپنا دشمن ہے۔ اپنے ہی خلاف سازش کرتا ہے۔ خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مارتا ہے۔ اپنی حفاظت کے حصار مسمار کرتا ہے۔ اور خود ہی اپنے آپکو مجبور مظلوم و مقہور بناتا ہے۔

چھٹاورق:

کئی دنوں سے یوں لگ رہا ہے کہ کوئی طوفان آنے والا ہے جو سب کچھ فنا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کر دے گا۔ شہر کی گلیوں اور بازاروں میں گھومنے پھرنے کے دوران اس بات کا عندیہ ملا کہ شہر کی نئی پود کے اندر خواجہ سگ پرست اور بار بار موقف، نظریہ اور لبادہ بدلنے والوں کیخلاف نفرت کا لاوا پک رہا ہے جو آتش فشاں کی طرح پھٹنے کے لیے بے تاب ہے۔ اگر یہ پھٹ جائے تو بہتا ہوا لاوا سیلاب کی طرح شہر کو بہا لیجا سکتا ہے۔ یہ بھی اندازہ ہوا کہ کتا بننے کی خواہش کمزور پڑتی جا رہی ہے۔ شہر میں کیا عالم ہوگا، کچھ کہا نہیں جا سکتا—

آخری ورق:

میں ڈائری لکھنے میں مشغول تھا کہ اچانک خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ آتش فشاں پھٹ چکا ہے اور لاوا شہر کے اطراف واکناف میں تیزی سے پھیل رہا ہے......

ڈائری کی آخری سطریں ٹھیک سے پڑھی نہیں جاتیں یہ بھی معلوم نہیں کہ سند باد جان بچا کر شہر سے نکلنے میں کامیاب ہوا تھا یا وہ بھی اسی لاوے میں بہہ گیا——

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

YEH BASTI Aazabun Ki

By

Mansoor Ahmad Mansoor

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

''مجھ سے اگر کوئی پوچھے کہ کیا نثر میں مرثیہ ہو سکتا ہے؟ یا یہ کہ کسی عہد کا مرثیہ ہو سکتا ہے؟ یا یہ کہ کسی تحریک کا مرثیہ ہو سکتا ہے، یا یہ کہ حقوق انسانی کی پامالی کا مرثیہ ہو سکتا ہے اور ایسے ہی بیسیوں سوالوں کے جواب میں، میں ڈاکٹر منصور کا یہ مجموعہ پیش کر کے خاموشی [illegible] ہوں۔ وہ اس لیے کہ اس کے مطالعے کے بعد کسی توضیح، کسی دلیل، کسی [illegible] باقی نہیں رہتی ....

{پروفیسر [illegible] آزردہ}

''منصورؔ کا بیان کنندہ بھی انتظار حسین کا اتباع کرتے ہوئے جدید حساس انسان کی اپنی شناخت سے محرومی کا کرب جھیلتا ہے..........گذشتہ نصف صدی سے ان کے ہم وطنوں کو آگ اور خون کے جس سیلاب سے گزرنا پڑا، اسے لسانی صورت عطا کرنے کے لیے انہیں یہی اسلوب اختیار کرنے کے سوا چارہ نہ تھا..........''

{پروفیسر حامدی کاشمیری}

''منصورؔ نے اس عذاب کی بڑی موثر تصویریں ان افسانوں میں پیش کی ہیں جنہیں دیکھ کر قاری کے ذہن و دل پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے......''

{پروفیسر ظہور الدین}

''یہ بستی عذابوں کی'' کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ اگرچہ اس میں شامل تمام تحریریں ظاہری طور پر ''افسانہ'' کی ہیئت و تکنیک کے مطابق ظہور میں آئی ہیں۔ لیکن ان میں افسانے کی روایتی شعریات سے انحراف ملتا ہے..........''

{پروفیسر قدوس جاوید}

شالیمار آرٹ پریس، سرینگر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri